

بلوچستان صوبائی اسمبلی

سرکاری رپورٹ۔

مباحثات 2016ء

﴿اجلس منعقد 09 فروری 2016ء بمرطابق 29 ربیع الثانی 1437ھ جری بروز منگل﴾

صفحہ نمبر	مندرجات	نمبر شمار
1	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔	1
2	دعائے مغفرت۔	2
2	چیزیں کا پیش۔	3
2	وقفہ سوالات۔	4
5	رخصت کی درخواستیں۔	5
9	تحریک التوانہ نمبر 1 منجانب مولانا عبدالواسع۔	6
15	ذمتوی قرارداد منجانب انجینئر زمرک خان اچھرئی۔	7
21	مشترکہ قرارداد نمبر 62 منجانب رحمت علی صالح بلوج۔	8

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 09 فروری 2016ء بہ طابق / 29 ربیع الثانی 1437ھ بھری بروز منگل بوقت شام 4 جگر 25 منٹ، زیر صدارت راحیلہ حمید خان درانی، محترمہ اپیکیر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال، کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

میڈم اپیکیر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آ خوندزادہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

وَمَنْ أَحْسَنْ قُوْلًا مِمْنُ دَعَا إِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿١﴾ وَلَا

تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ط اذْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي يَبْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاؤُ

كَانَهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ ﴿٢﴾ وَمَا يُلْقَهَا إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا ح وَمَا يُلْقَهَا إِلَّا ذُرُوحٌ عَظِيمٌ ﴿٣﴾

﴿پارہ نمبر ۲۳ سورۃ حم السجدة آیات نمبر ۳۳ تا ۳۵﴾

ترجمہ: اور اُس سے بہتر کس کی بات جس نے بُلا یا اللہ کی طرف اور کیا نیک کام اور کہا میں حکم بردار ہوں۔ اور برا بر نہیں تیکی اور نہ بدی جواب میں وہ کہہ جو اس سے بہتر ہو پھر تو دیکھ لے کہ تھھ میں اور جس میں دشمنی تھی گو یا دوست دار ہے قرابت والا۔ اور یہ بات ملتی ہے انہی کو جو تحمل رکھتے ہیں اور یہ بات ملتی ہے اسی کو جس کی بڑی قسمت ہے۔

میڈم اپسیکر۔ سُمِ اللہِ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ۔

محترمہ شاہدہ رووف۔ پاؤئٹ آف آرڈر میڈم اپسیکر۔

میڈم اپسیکر۔ پہلے کارروائی کر لیں بعد پھر آپکو موقع دیتی ہوں۔

محترمہ شاہدہ رووف۔ میڈم اپسیکر!

میڈم اپسیکر۔ جی۔

محترمہ شاہدہ رووف۔ میڈم اپسیکر گزشتہ دونوں جو شارع اقبال کوئٹہ میں واردات ہوئی ہے۔ جس میں ایف سی اور سویلین لوگ جاں بحق ہوئے ہیں، انکے لئے فاتحہ خوانی کی جائے۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان۔ میڈم اپسیکر۔

میڈم اپسیکر۔ جی۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان۔ دو تین واقعات ہوئے ہیں، ایک تو چار سدہ میں باچا خان یونیورسٹی پر جو بزدلانہ حملہ ہوا ہے۔ اس کیلئے بھی فاتحہ کرادیں، پھر ہمارے دو incidents ہیاں ہوئے ہیں، ایک شارع اقبال اور دوسرا پولیس والوں پر ہوا تھاباتی جو بھی ہمارے شہید ہوئے ہیں انکے لیئے۔

میڈم اپسیکر۔ تمام شہداء کیلئے فاتحہ خوانی کی جائے۔

(اس مرحلے پر مرحومین کی روح کی ایصال ثواب کیلئے ذمہ مغفرت کی گئی)۔

میڈم اپسیکر۔ میں بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انصباط کا رجسٹری ۱۹۷۴ء کے قاعدہ نمبر ۱۳ کے تحت روای اجلاس کیلئے حسب ذیل اراکین اسمبلی کو پہنچ آف چیئرمین میں کیلئے نامزد کرتی ہوں۔

۱۔ جناب انجینئر زمرک خان صاحب۔ ۲۔ محترمہ یا سمین اہڑی صاحبہ۔

۳۔ جناب منظور احمد خان کا کڑ صاحب۔ ۴۔ جناب سید محمد رضا صاحب۔

وقہہ سوالات۔ انجینئر زمرک خان صاحب اپنا سوال نمبر ۱۸۱ دریافت فرمائیں۔

انجینئر زمرک خان اچکنی۔ سوال نمبر ۱۸۱۔

میڈم اپسیکر۔ پونکہ وزیر تعلیم تشریف نہیں رکھتے۔

انجینئر زمرک خان۔ میڈم اپسیکر صاحبہ! سردار رضا صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، وہ بہتر جانتے ہیں اسکے متعلق، ان سے میں نے پہلے بھی بات کی ہے آتے ہوئے انہوں نے اسکی تھوڑی سی وضاحت کی۔ کلی عالم خان کے اسکول کے متعلق جو جواب دی گئی ہے۔ وہ کچھ حقیقت پر مبنی نہیں۔ کیونکہ اسکول کچھ عرصہ بند تھا بعد میں وہاں بلڈنگ بن

گئی ہے، یہ درست ہے۔ لیکن پھر انہوں نے جو اسکو ٹھہر کر دیا۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ وہ اسکول وہاں run کروادیں تاکہ ہمارے بچے اس سے استفادہ حاصل کریں۔

میڈم اسپیکر۔ ایسا کرتے ہیں کہ اسکو next session کیلئے رکھ لیتے ہیں جب وزیر تعلیم تشریف لائیں گے۔ لہذا محکمہ تعلیم سے متعلق سوالات کو next session کیلئے موخر کرتے ہیں۔ انجینئر زمرک خان صاحب اپنا سوال نمبر 199 دریافت فرمائیں۔

انجینئر زمرک خان۔ سوال نمبر 199۔

میڈم اسپیکر۔ منسٹر مکملہ مواصلات و تعمیرات کا قلمدان اب تک کسی کوالاٹ نہیں ہوا ہے لہذا مذکورہ سوال کو آئندہ اجلاس کیلئے موخر کیا جاتا ہے۔ اسوقت کوئی بھی وزیر نہیں ہے میرے خیال میں۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان۔ میڈم اسپیکر! اس سے پہلے بھی ہم نے گزارش کی تھی کہ یہ جو لکھتے ہیں کہ جواب خیم ہے، لا بھری یہ میں ملاحظہ فرمائیں۔ جو سوال پوچھتا ہے کم از کم اسکو ایک کاپی دی جائے تاکہ وہ اس کا مطالعہ کر کے اس پر مزید سوال تو کرسکیں۔ کل اسکا ہمیں اچھڈا ملنا ہے، ابھی 3:30 بجے آئے ہیں اور 00:40 بجے اجلاس شروع ہو گیا۔ تو ہم اسکو کیا study کر سکتے ہیں۔ آپ kindly direction جاری کریں۔

میڈم اسپیکر۔ سیکرٹری اسمبلی بتا رہے ہیں کہ ہم نے زمرک خان صاحب کو کاپی دے دی تھی۔ سردار عبدالرحمن کھیڑان۔ معزز رکن تو بتا رہے ہیں کہ ابھی وہ ائیر پورٹ سے تشریف لارہے ہیں۔ پچھلے دفعہ میرے خیال میں آپ نے روائی پارٹمنٹ کرتا ہے۔ تو اسکی دو کاپیاں کی جائیں ایک لا بھری یہ میں رکھ دیں دوسرا محرک اسٹیٹ ہوتے ہیں یا ڈیپارٹمنٹ کرتا ہے۔ تو اسکی دو کاپیاں کی جائیں ایک لا بھری یہ میں رکھ دیں دوسرا محرک کو فراہم کی جائے۔ ابھی جیسا کہ ہمیں دو دن قبل اچھڈا مل رہا ہے۔ میں آپ کا مشکور ہوں کہ میری production اور یہ پانچ، چھ دن پہلے ملی ہے۔ یہ میں آپ کو appreciate کرتا ہوں اور آپ کا بہت شکر گزار ہوں۔

میڈم اسپیکر۔ کھیڑان صاحب میرے خیال میں ان سوالات کو next session کیلئے موخر کرتے ہیں۔ سردار عبدالرحمن کھیڑان۔ جی ہاں وہ تو CM صاحب کے ساتھ ہیں۔ انہوں نے ابھی تک کسی کو بھی نہیں کیا ہے۔ تو انکو defer کر دیں۔

میڈم اسپیکر۔ آپ جو کہہ رہے ہے تھے میں اس سلسلے میں اسمبلی سیکرٹریٹ کو ہدایت کرتی ہوں کہ وہ خیم جوابات کے دو کاپیاں کر کے ایک محرک اور دوسرا اسمبلی لا بھری یہ میں رکھیں۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان۔ اسی کے ساتھ ساتھ آفیشل گلری میں ہمارے چیئرمین پبلک سروس کمیشن ہمارے اسٹاد بھی رہے ہیں، کوہلی صاحب تشریف رکھتے ہیں ہم انکو خوش آمدید کہتے ہیں۔ اور اسکے ساتھ ہمارے محسن نیم اہڑی صاحب، سابق پرنسپل سینکڑی ٹو چیف منظر تشریف رکھتے ہیں۔ ہم انکو خوش آمدید کہتے ہیں۔

میڈم اسپیکر۔ تمام اسمبلی کی طرف سے بھی میں کوہلی صاحب کو اور انکے اشاف کو، محسن نیم اہڑی صاحب کو، سب کو خوش آمدید کہتی ہوں۔

جناب رحمت علی صالح بلوچ (وزیر ملکہ صحت)۔ پرانٹ آف آرڈر میڈم اسپیکر۔

میڈم اسپیکر۔ پہلے سرکاری کارروائی کو ہونے دیں اسکے بعد میں آپ کو موقع دوں گی۔ وقفہ سوالات ختم ہو جائیں پھر آپ کو موقع دوں گی۔ سردار محمد اختر مینگل صاحب اپنا سوال نمبر 231 دریافت فرمائیں۔ سردار محمد اختر مینگل تشریف نہیں لائیں۔ میرے خیال میں سوال نمبر 231 اور 224 کو یکارڈ کا حصہ بنایا جائے۔

231☆ سردار محمد اختر مینگل

کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

سال 15-2014 اور 16-2015 کے دوران کن کن حلقوں میں سڑکیں تعمیر کی گئی اور کن کن حلقوں میں نئی سڑکیں تعمیر کی جاری ہیں تفصیل بمعہ لاغت اور فاصلہ دی جائے

وزیر مواصلات و تعمیرات

جواب ضمیم ہے لہذا اسمبلی لا بحریہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

224 ☆ سردار محمد اختر مینگل مورخہ 20 نومبر 2015ء کو موخر شدہ

کیا وزیر معدنیات از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

سیندک پراجیکٹ سے حاصل ہونے والی آمدی میں سے صوبہ بلوچستان کا کس قدر فیصد حصہ مقرر ہے۔ اور اس مقرر کردہ آمدی میں سے اب تک صوبہ کو کس قدر رقم ادا کی جا چکی ہے۔ اور کس قدر ادا کیا جانا باقی ہے۔

نیز مذکورہ پراجیکٹ سے روزانہ کس قدر رخام مال نکالا جاتا ہے۔ تفصیل بھی دی جائے۔

وزیر ملکہ معدنیات

حکومت پاکستان نے 2002 میں سیندک کا پر گولڈ پروجیکٹ کو ٹھیکہ میں دینے کا فیصلہ کیا جو کہ ایک چائند کی کمپنی (ایم آرڈی ایل) کو 50/50 کے ناساب سے دیا گیا آغاز حقوق بلوچستان پنج کے تحت یہ فیصلہ کیا

گیا کہ ایس ایم ایل کے 50% مانا ف سے 30% حکومت بلوچستان کو ادا کیا جائے اس میں حکومت بلوچستان کو) (براۓ سال 13-2012) 4368.76 ملین روپے دیے جاچکے ہیں تاہم ایف بی آرنے ایس ایم ایل ٹیکس گوشواروں کی پڑتاں کے بعد 2006 تا 2013 پر 35% ٹیکس لاگو کر دیا جس کے برخلاف ایس ایم ایل نے کمشنر (اپیل) اور اپیلٹ ٹریبوٹ میں اپلیئن جمع کر دی ہیں لہذا بلوچستان کے 30% حصہ براۓ سال 13-2012 اور 2014 کی ادائیگی نہیں کی جاسکی روزانہ پیداوار سینڈک پروجیکٹ سے (اگست

(2015)

Blister Copper	Copper Concentrate	Copper ore
79.64M/T	178.01M/T	11.170M/T

حکومت بلوچستان کو رامٹی کی مدد میں ادا کی گئی رقم

US Dollar
65.491 Million

حکومت بلوچستان کو ادائیگی براۓ سو شل ایلف فٹھٹ

US Dollar
2.981 Million

میڈم اپیکر۔ وقہ سوالات ختم۔ سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

محمد عظیم داوی (سیکرٹری اسمبلی)۔ سردار محمد اسلم بنخواصاہب نے مطلع فرمایا ہے کہ موصوف ملک سے باہر جانے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قادر ہیں گے۔

میڈم اپیکر۔ سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟۔ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی۔ جناب سردار فراز چاکرڈو کی صاحب نے مطلع فرمایا کہ موصوف میڈیکل چیک آپ کے غرض سے کوئی سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قادر ہیں گے۔

میڈم اپیکر۔ سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟۔ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسٹبلی۔ سردار غلام مصطفیٰ خان ترین صاحب نے مطلع فرمایا کہ موصوف اپنے حلقہ انتخاب کے دورے پر جانے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

میڈم اسپیکر۔ سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟۔ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسٹبلی۔ شیخ جعفر خان مندوخیل صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ موصوف کراچی جانے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

میڈم اسپیکر۔ سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟۔ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسٹبلی۔ جناب عبداللہ جان بابت صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ موصوف سرکاری کام کے سلسلے میں کراچی جانے کی وجہ سے آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

میڈم اسپیکر۔ سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟۔ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسٹبلی۔ میر جان محمد خان جمالی صاحب، پیروںی ملک جانے کی بنا آج مورخہ 9 فروری 2016ء تا 15 فروری 2016ء کے نشتوں سے رخصت منظور کرنے کی استدعا کی ہے۔

میڈم اسپیکر۔ سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟۔ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسٹبلی۔ سردار محمد صالح بھوتانی صاحب نے فون پر اطلاع دی ہے کہ home station سے باہر ہونے کے باعث آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہنے کی وجہ سے رخصت کی استدعا کی ہے۔

میڈم اسپیکر۔ سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟۔ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسٹبلی۔ میر ظفر اللہ خان زہری صاحب نے نجی مصروفیات کی بنا اسٹبلی کے روال اجلاس سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم اسپیکر۔ سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟۔ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسٹبلی۔ حاجی گل محمد دمڑ صاحب، نے ناسازی طبیعت کی بنا اسٹبلی کے روال اجلاس سے رخصت منظور کرنے کی استدعا کی ہے۔

میڈم اسپیکر۔ سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟۔ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسٹبلی۔ پنس احمد علی احمد زئی صاحب نے اپنے حلقہ انتخاب کے دورے پر جانے کی بنا اسٹبلی کے روال اجلاس سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم اسپیکر۔ سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟۔ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی۔ جناب طاہر محمود خان صاحب ملک سے باہر جانے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی استدعا کی ہے۔

میڈم اپسیکر۔ سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟۔ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی۔ حاجی محمد اسلام صاحب نے کوئی سے باہر ہونے کی وجہ سے آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم اپسیکر۔ سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟۔ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی۔ جناب گھنٹام داس صاحب نے نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی استدعا کی ہے۔

میڈم اپسیکر۔ سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟۔ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی۔ نوابزادہ طارق گسی صاحب نے نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم اپسیکر۔ سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟۔ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی۔ محترمہ ثمینہ خان صاحب، نجی مصروفیات کی بنا آسمبلی کی روان اجلاس سے رخصت منظور کرنے کی استدعا کی ہے۔

میڈم اپسیکر۔ سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟۔ رخصت منظور ہوئی۔ جی رحمت بلوچ صاحب۔

وزیر یحکمہ صحت۔ thank you میڈم اپسیکر۔ میں ایک اہم point پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

میڈم اپسیکر۔ پرانے آف آرڈر پر آپ نے مختصر بات کرنی ہے۔

وزیر یحکمہ صحت۔ جی میں مختصر بات کروں گا بلکہ میرا مذمتی ایک statement ہے۔ اور صوبائی گورنمنٹ کی طرف سے بلوچستان کے عوام کی طرف سے۔ جیسا کہ آپ سب کو پتہ ہے معزز ایوان کو گزشتہ دونوں ہمارے صوبائی ہوم منٹری فراز بگٹی صاحب پر جو حملہ ہوا تھا۔ اسکی میں شدید الفاظ میں مذمت کرتا ہوں۔ اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بز دلانہ فعل ہے۔ میڈم اپسیکر! اگر ہم دیکھیں بلوچستان کو کن لوگوں نے کھنڈرات کی منظر پر لے گیا ہے اور آج خون آ لود ہے یہ صوبہ۔ جہاں دیشٹرکٹ اور مختلف جذباتی نعروں کے نام پر صوبے کو تباہ کر کے رکھ دیا ہے تو اسکی قطعاً بلوچستان کے عوام اور یہ ایوان جو پورے بلوچستان کے cream یہاں بیٹھی ہوئی ہے،

ہم اجازت نہیں دینگے کہ جہاں منتخب نمائندے اپنے حقوق میں دورہ کریں، لوگوں کی مسائل اور مشکلات سنیں تو یہ ہشٹگر دنیطمیں حملہ کریں اور قبولیت فرمائیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ بلوچستان کی عوام نے انکو یکسر نظر انداز کیا ہے بلکہ مسترد کر دیا ہے۔

میڈم اسپیکر۔ رحمت بلوچ صاحب! آپ کی قرارداد آرہی ہے آپ اس پر تفصیل سے بات کیجئے گا۔ وزیر مکملہ صحت۔ میں ایک بات کہوں مختصر یہ ہے کہ نہ مت کیسا تھا ایک حتیٰ فیصلہ ہے سیاسی اور عسکری قیادت کی۔

میڈم اسپیکر۔ آپ اس پر اس وقت اپنی نہ مت قرارداد میں بولیں گے۔ آپ تشریف رکھیں۔ وزیر مکملہ صحت۔ سیاسی اور عسکری قیادت کے صوبہ میں جس شکل میں جس نے کوئی قوم پرستی کے نام اور مذہب کے نام پر ہو، کسی کو ہشٹگر دی کی اجازت ہم نہیں دینگے۔ تو لہذا میں ایوان سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ سارے اس بزرگانہ فعل کی نہ مت کریں۔ جو ایک انتہائی انسانیت و شمن عمل تھا۔

میڈم اسپیکر۔ یہ بہت ہی افسوسناک بات ہے کہ ہمارے وزیر داخلہ پر ایک attack ہوا ہے۔ اور یہ بہت ہی افسوس کی بات ہے۔ اور اسکی بعنی بھی نہ مت کی جائے کم ہے۔ جی سردار کھیتر ان صاحب۔

سردار عبدالرحمن کھیتر ان۔ یہ ہمارے سب کی طرف سے ہو۔ بلکہ ایک قرارداد آرہی ہے زمرک خان کی۔ میڈم اسپیکر with due apology میں چونکہ قیدی ہوں۔ تو نواب ایاز جو گیزیٰ صاحب تشریف رکھتے ہیں انکی والدہ وفات پائی ہے۔ تو میری طرف سے جو ساتھی وہاں گئے ہیں، فاتحہ کیلئے، کیونکہ ہم جانبیں سکے۔ تو مہربانی کر کے انکے لئے دُعاۓ مغفرت کیلئے فاتحہ کی جائے۔

میڈم اسپیکر۔ نواب ایاز خان جو گیزیٰ کے والدہ کے مغفرت کیلئے دُعا کیجئے۔ (اس مرحلے پر نواب ایاز خان جو گیزیٰ کے والدہ کی ایصال ثواب کیلئے دُعاۓ مغفرت کی گئی)

میڈم اسپیکر۔ جی ڈاکٹر حامد خان اچکزئی صاحب۔ ڈاکٹر حامد خان اچکزئی (وزیر مکملہ منصوبہ بندی و ترقیات و بی ڈی اے)۔ میڈم اسپیکر! بڑی مہربانی آپ نے ٹائم دیا۔ پچھلے ہفتے کو صحیح سریاب میں پولیس کی گشت پر فائزگ کی گئی، ایک پولیس والا جاں بحق ہوا اور دو زخمی ہوئے۔ اسکے بعد شام کو ہمارے کچھری کے سامنے ایف سی کے الہکاروں پر خودکش حملہ ہوا۔ آسمیں سو بیانی عورتیں، بچے اور سرکاری الہکارنو، دس افراد شہید ہوئے۔ اسکی پدر تین الفاظ میں ہم نہ مت کرتے ہیں۔ ملک میں Law 18th amendment کے بعد پہلی مرتبہ وفاقی حکومت، پارلیمانی، صوبائی حکومتیں اور ہمارے

اس ایوان سے آپکے توسط سے استدعا ہے کہ ان شہداں کیلئے دعا کی جائے۔ ہم اسکی مذمت کرتے ہیں۔ تو میڈم اسپیکر۔ ڈاکٹر صاحب تمام شہداء کیلئے دعائے مغفرت ہو گئی۔ جناب مولانا عبدالواسع صاحب اپنی تحریک التوانبر ایک پیش کریں۔

تحریک التوانبر

مولانا عبدالواسع (قائد حزب اختلاف)۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ تحریک التوانبر 1 میں اسمبلی قواعد و انضباط کا راجحہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 70 کے تحت ذیل تحریک التوانبر کا نوٹس دیتا ہوں۔ تحریک یہ ہے کہ گزشتہ روز شاہراہ اقبال کوئٹہ میں F.C کی گاڑی کو target کر کے خودکش حملہ کیا گیا۔ جسکے نتیجے میں F.C اہلکاروں سمیت 10 افراد شہید اور متعدد زخمی ہوئے۔ اور اسی روز سریاب روڈ پر پولیس موبائل پر فائز گنگ بھی کی گئی۔ جسکے نتیجے میں ایک پولیس اہلکار شہید ہوا (خبری تراشہ مسلک ہے)۔ لہذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس اہم اور فوری نوعیت کے حامل مسئلے کو زیر بحث لا جائے۔

میڈم اسپیکر۔ تحریک التوانبر 1 پیش ہوئی۔ کیا محرک اپنی تحریک التوانبر 1 کی موزوںیت کی وضاحت فرمائیں گے؟

قائد حزب اختلاف۔ میڈم اسپیکر صاحبہ! تقریباً 2 مہینے سے بلوچستان وہ بد قسمت صوبہ جو کہ پہلے سے ہی آگ اور خون کی ہوئی کی طرف جا رہا تھا۔ ابھی ایک مرتبہ پھر اس لہر میں آگیا۔ میڈم اسپیکر صاحبہ! کسی بھی صوبہ کیلئے، کسی بھی ملک کیلئے، سب سے بڑی اور اہم ذمہ داری حکومت، عوام اور ایوان کی جو زمداداری بنتی ہے وہ انہیں لوگوں کو امن فراہم کرنا ہوگا۔ امن کی طرف کا تقاضہ بھی یہی ہے۔ اور قرآن اور سنت کا، اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان بھی یہی ہے کہ سب سے پہلے امن معاشرے کیلئے ایک نعمت بھی ہوتا ہے اور ایک ضرورت بھی ہوتا ہے۔ لہذا ایک ضرورت کی بنیاد پر، حضرت ابراہیم نے جب بیت اللہ شریف کمل کی تو انہوں نے اللہ سے دعا کی کہ "یا اللہ اس شہر کو امن کا گھوارہ بنادے" اور اللہ جل جلالہ جب انسان کو نعمتیں گنواتے ہیں تو اللہ جل جلالہ سورۃ قریش میں فرماتے ہیں کہ "جتنی بھی نعمتیں آپ پر کیں اور ایک نعمت یہ ہے کہ میں نے خوف سے امن آپکو دیا" لہذا میڈم اسپیکر صاحبہ! ہماری بلوچستان حکومت اور میں اس پر نہیں ہوں کہ کیوں منشہ صاحبان اسکی مذمت کرتے ہیں۔ بلکہ میں یہ کہتا ہوں کہ مذمت کی بجائے اس پر عملی اقدامات ہونے چاہئیں۔ اب جب ادھر اسے میں ہم بھی مذمت کرتے ہیں اور وہ بھی مذمت کرتے ہیں۔ اور اب پتہ نہیں چلتا ہے کہ اقدامات

والے لوگ کون ہیں۔ فیملے کرنیوالے لوگ کون ہیں؟ اور کس طرح اس پر فیملے ہوتے ہیں۔ تو میڈم اپنیکر صاحبہ! اتنا بڑا حادثہ بلکہ دو مہینے سے 3 مہینے تک بھی پورے ہو گے کہ پولیس شہید کیئے جا رہے ہیں۔ اور فورسز کے لوگ، F.C. کے لوگ، عام لوگ، عام شہری target ہو رہے ہیں۔ تواب تک حکومت نے نہ اس پر کوئی کیبنٹ کا اجلاس کیا ہے، نہ کوئی ایسی سنجیدہ انہوں نے کوئی فیصلہ کیا ہے۔ نہ اس پر کوئی غور ہوا ہے۔ بلکہ گزشتہ اجلاس میں جب یہ اجلاس گزر گیا تو اس اجلاس میں آمن و امان پر جو بحث ہونا تھا۔ لیکن 2 دنوں کیلئے مقرر کیئے۔ لیکن حکومت ٹال مٹول سے اور لیست ولی سے کام لیتا رہا۔ اور یہ پیچھے کرتا کرتا آخر جا کر اسمبلی سیشن ختم ہو گیا لیکن یہ موقع نہیں آیا۔ اب میری حکومتی ارکان سے گزارش یہ ہے کہ ہر ایک اپنی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے ادھر house میں ہم حزب اختلاف والے یا M.P.A حضرات یا وہ لوگ جو کیبنٹ میں اور حکومتی اداروں میں اُنکا کوئی کردار نہیں ہے تو house میں ہم انکی مذمت کرتے ہیں۔ لیکن حکومت کے لوگ مذمت تو بیٹھ کر لیں۔ مذمت کے ساتھ ساتھ اسکے لئے لا جھ عملی اقدامات کیئے جائیں۔ بلکہ بڑے بڑے دعوے کر رہے تھے حکومت نے ”کہ ہم ذمہ دار لوگ ہیں اور ذمہ دار حکومت ہے اور یہ ہے اور وہ ہے۔ اور ذمہ دار لوگوں کی حکومت ہے“۔ لیکن اب میں نہیں سمجھتا ہوں کہ یہ 3 مہینے میں جتنی بھی target killing کیا گیا۔ جو لوگوں کو شہید کیا گیا یا دھماکے ہوئے تو پورے سال میں شاید اتنے نہیں ہوئے۔ تو میں سمجھتا ہوں اگر کوئی ذمہ دار ہے۔ تو ذمہ داری پوری کرنے کیلئے حکومتی سطح پر اقدامات ہونے چاہئیں۔ اور میری گزارش یہ ہے کہ یہ تحریک التوا بحث کیلئے منظور کی جائے۔ اور اس پر دو دن آمن و امان کی بحث کیلئے مقرر کیا جائے۔ اور میں انکے ساتھ ساتھ جو میرسر فراز گلیٹی صاحب یا جو دوسرے واقعات ہوئے ہیں تو یہ سب اسکے اندر لا یا جائے اور اس پر بحث کیا جائے۔ اور ان پر غور کیا جائے کہ اسکی اصل صورتحال کیا ہے۔ اب حکومت والے بھی کہتے ہیں ”کہ ہم مذمت کرتے ہیں“۔ ہم بھی کہتے ہیں کہ ہم مذمت کرتے ہیں۔ تو پھر کرنے والے اور اسکی روک قائم اور رکوانے والے کون ہوتے ہیں؟۔ اور ساتھ ساتھ ہم نے اپنے رویہ میں اور اپنے اس انداز میں۔ کیونکہ جب پچھلے دنوں سیمنار تھا تو اُس میں جزل راجیل شریف صاحب اور دوسرے لوگ بھی بیٹھے تھے۔ تو ہم نے کہا کہ ناراض اور غیرہ لوگ۔ ناراض تو ہم ہیں یہ house والے۔ اور جو ملک سے باہر ہیں وہ تو ناراض نہیں ہیں۔ وہ تو سرے سے ہی یہ ملک کو مانتے ہی نہیں ہیں۔ لہذا ناراضگی کے حوالے سے یا جو ناراض ہم ہیں۔ تو ناراض ہم اس حوالے سے ہیں کہ ہم جمہوری سیاست کرتے ہیں۔ حقوق کا مطالبہ کرتے ہیں۔ احساس محرومی کو ختم کرنے کیلئے جدوجہد کرتے ہیں لیکن پارلیمنٹ کے راستے سے اور اس house کے راستے سے۔ اور جمہوری راستے سے ہم کرتے ہیں۔ لیکن پھر بھی

ہم federation سے حقوق نہ لئے کے خواں سے یا ہمیں جو حق نہیں ملتا ہے 65 سالوں یا 68 سالوں سے، ہم اس پر ناراض ہیں۔ مذاکرات کرنے ہیں تو ہم اس house والوں سے جو ہم ادھر میلٹھے ہیں اُسکے اندر تو ان سے مذاکرات کیتے جائیں جو 65 سالوں سے 68 سالوں سے ہمارے ساتھ جو نا انصافیاں ہو رہی ہیں۔ اس پر ہمارے ساتھ dialogue کیا جائے اور بات چیت کی جائے اور ہمیں مطمئن کیا جائے یا ہمیں ہمارا اپنا حق دیا جائے۔ مذاکرات اس طرح ہوتے ہیں۔ لیکن میڈم اسپیکر صاحبہ! ہماری صورتحال کچھ اور ہے۔ لہذا ہمیں اپنے رویوں میں بھی تبدیلی لانی پڑی گی اور اپنے فیصلوں میں بھی تبدیلی لانی پڑی گی۔ اور اس کیلئے اس طرح سنجیدہ اقدامات کرنے پڑیں گے۔ اگر اسکے لیے سنجیدہ اقدامات نہ ہوں تو شاید ہماری اس موجودہ حالت سے، موجودہ صورتحال سے اُن قوتوں کے حوصلے بڑھ جائیں گے جو قوتیں اس ملک کو اور اس سر زمین کو نہیں مانتے ہیں بلکہ اسکے خلاف کارروائی کرتے ہیں۔ اور اُن قوتوں کی حوصلہ شکنی ہوتی ہے جو اس ملک کیلئے قربانیاں دیتے ہیں۔ لہذا میری گزارش یہ ہے کہ اسے بحث کیلئے منظور کیا جائے۔ دونوں اس کیلئے عام بحث کی جائے امن و امان پر۔

میڈم اسپیکر۔ Thank you۔ سرفراز بگٹی صاحب آپ فلور لے لیں۔

میر سرفراز خان بگٹی (صوبائی وزیر حکومتہ داخلہ)۔ Honorable شکریہ میڈم اسپیکر۔ Opposition Leader نے جس تحریک اتواء جو پیش کی ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت اہمیت کی حامل ہے۔ اور پوری قوم دہشتگردی کے خلاف ایک جنگ لڑ رہی ہے۔ اور ہمیں اس august house کی جو matter opinion ہے وہ بڑا control کریگا اسکو کرنے میں۔ ایک گزارش ضرور ہے میری اس تحریک اتواء کو منظور کرنے سے پہلے کہ میرا جو چھلاڑھائی سال کا تجربہ ہے۔ ہمیں یہ تمام فاضل ممبران، میں advance میں مغذرت کر لیتا ہوں اگر کسی کی دل آزاری ہو۔ ہم Law and order پر بہت دفعہ بحث کرچکے ہیں۔ حکومت کی side پر بھی دن مقرر کیئے گئے ہیں اور اپوزیشن کی طرف سے بھی تحریک اتواء لائی گئی ہے، قراردادیں لائی گئی ہیں۔ اور متواتر ہم اس پر بحث کرتے رہے ہیں۔ لیکن اب جس طرح مولانا صاحب نے فرمایا ہے کہ مذمت سے کام نہیں چلے گا یا صرف یہ کہہ دینا کہ فلا ناں دن اتنے لوگ اس حلقے میں مر گئے۔ جو ہمیں جس experience کی بات کر رہا ہوں۔ ہم میں سے تمام ممبر زادھتے ہیں چاہے وہ normally میرے left پر ہوں چاہے right پر ہوں۔ اور ہم اپنے اپنے حلقوں کے مسائل گنرا شروع کر دیتے ہیں کہ جی اتنے لوگ اُدھر مر گئے اتنی kidnapping اُدھر ہو گئی۔ اتنی دہشتگردی فلا ناں جگہ پر ہو گئی۔ اب ہمیں

Mیں یہ چاہتا ہوں کہ یہ solid, being an interior Minister of this province تجویز دیں کہ آیا اس لڑائی کو کس طرح لڑا جائے۔ آیا اس دہشتگردی کی جنگ کو اس صوبے سے اس ملک سے کس طرح جڑ سے اکھاڑ پھینکا جائے۔ That will be more important and that will be interesting for me and it will be very... مجھے چاہیے ہوگی اسمیں۔ اگر یہ اسی طرح بحث ہوئی کہ اتنے لوگ ادھر مر گئے۔ اتنے لوگ ادھر ہو گئے۔ اتنی kidnappings ادھر ہو گئیں۔ اتنی highly robberies ادھر ہو گئیں۔ میں دے رہا ہوں گا کہ اتنے نہیں ہوئے اتنے ہوئے ہیں۔ تو پھر یہ لاحصل بحث ہے۔ اور یہ پھر اس اسمبلی کا بھی وقت کا ضیاء ہے اور بلوچستان کے لوگوں کے وقت کا بھی ضیاء ہو گا۔ شکریہ میدم اپسیکر۔ میدم اپسیکر۔ thank you۔ میرے خیال میں سرفراز بگٹی صاحب کی بہت اچھی suggestion ہے اور solid suggestions آنی چاہیے اسکے اوپر۔ جی شاہدہ رووف صاحبہ۔

محترمہ شاہدہ رووف۔ شکریہ۔ جس طرح کہ سرفراز بگٹی صاحب نے کہا کہ solid ہمارے پاس چیزیں آنی چاہئیں۔ اور اس پر بحث ہونی چاہیے۔ تو ایک میری request یہ ہوگی کہ مارچ کے start ہوتے ہی ہمارے جتنے بھی educational institutions ہیں وہ بھی کھلیں گے۔ تو آپ جب ایک دن یادوؤں اس بحث میں آتے ہیں کہ میں آپ ایک دن اس چیز کو ضرور لیں۔ Education Minister بھی بیٹھے ہوئے suggestion دوں گی کہ آپ ایک دن اس چیز کو ضرور لیں۔ اور آپ کی اسمبلی کے ممبر یہ suggestion دیں کہ آپ نے اپنے تعلیمی اداروں کو کیسے محفوظ بنانا ہے۔ میدم اپسیکر۔ شاہدہ! اس کے اوپر تحریک التوا آرہی ہے۔

محترمہ شاہدہ رووف۔ کیونکہ یہ چیزیں جو ہیں یہ بھی ہم نے۔ بجائے یہ کہ کوئی واقعہ ہو جائے اور ہم پھر سروکر بیٹھے ہوں۔ ہمیں preventive measures لینے کی ضرورت ہے۔ اور یہ Educational institutions کھلنے سے پہلے ہمیں یہ سارے اقدامات کرنے ہوں گے۔ میدم اپسیکر۔ جی آپ کا بہت valid point ہے۔ اس پر تحریک التوا آرہی ہے یا سمین انہری صاحب کی۔ جی سرفراز صاحب please۔

صوبائی وزیر محمد داخلہ۔ میرے colleague نے جس طرح کہا۔ اور We had a very

specially detailed discussions on the security of our institutes. جو ہمارے educational institutes میں ہمارے Universities ہیں۔ ہمارے colleges ہیں۔ اور اس پر ہم نے بڑی lengthy discussions کیئے ہیں۔ ہمارے colleges کیئے ہیں۔ اور وہ بھی جب ہم اسکو سمیٹ رہے ہو گئے اس بحث کو تو میں یقیناً آپ کے ساتھ suggestions in camera بھی ہو گی کہ ہمارے ایک share کروں گا اور میری اسیں ایک اور suggestion بھی ہو گی کہ ہمارے ایک Security briefing بھی ہونی چاہیے۔ اگر آپ اسکی اجازت دیں کوئی راستہ نہ کالیں تاکہ ہمارے Honorable Members، Forces، Security Agencies، Frontier Core Forces کو overall in camera briefing بھی دینا چاہتے ہیں کہ بلوچستان میں ہو کیا رہا ہے۔ اور law agencies کا کیا کردار ہے یہاں پر Law and order کے حوالے سے۔ اور overall law and order کی کیا ہے۔ تو اس کیلئے بھی میری آپ سے گزارش ہو گی۔

میڈم اسپیکر! بگٹی صاحب! یہ جو تعلیمی اداروں کا ہے۔ یہ میرے پاس بھی بہت سی institutions کی جو ہمارے خاص طور پر female institutions کی پرنسپل صاحبان، چاہے وہ اسکو لوں کی ہیں، کالجوں کی ہیں۔ انہوں نے مجھ سے رابطہ کیا اور اسکے اوپر یا تمیں لہڑی صاحبہ کی، چونکہ آج دو تحریک التوا ہم address نہیں کر سکتے تھے۔ تو انکی already aik تحریک التوا آرہی ہے۔ میں چاہوں گی کہ آپ اسکے حوالے سے بالکل ایک separate issue کیوں کرنا چاہتے ہیں۔ اس پر الگ سے، اس پر الگ۔ اور اسکو general concerns کے parents اور Teachers کے address کیوں کرنا چاہتے ہیں۔ اسکے اوپر تو وہ الگ سے ہم کریں گے اس issue کو اور اسکو الگ سے address کریں گے۔ اب میں اس تحریک التوا کیلئے ووٹگ کرانا چاہتی ہوں۔ پہلے ووٹگ ہو جائے پھر بات کر لیتے ہیں۔ جوارکیں اس تحریک التوا کو منظور کرنے کے حق میں ہیں وہ اپنے ہاتھ اٹھائیں۔ مطلب باقی ممبرز نے ہاتھ نہیں اٹھائے۔ میرے تخیال میں اس پر آپ سارے ہی بو لے ہیں رحمت صاحب!۔ کہ آپ اس تحریک التوا کے حق میں نہیں ہے کہ اس پر discussion ہو؟۔ (مدخلت۔ شور)۔ جی ہاں رائے شماری ہی لے رہی ہوں میں۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان۔ میڈم اسپیکر! اسیں ہماری گزارش ہے کہ جو ہمارے فاضل ممبرز بیٹھے ہیں۔ اسیں یہ اپوزیشن کا کوئی سلسلہ نہیں ہے۔ یہ ہمارا سنجھا مسئلہ ہے، یہ تحریک التوا اور اسیں Home

Minister نے بھی کہا ہے کہ یہ منظور ہونی چاہیے۔ اسکو بحث کیلئے منظور کر لیں۔ ہم پچھلے ڈھائی سالوں میں تو ہمارے وہ فنڈز بھی بند تھے تو ہماری suggestion کو تو کسی حساب میں نہیں لیا گیا۔ ہم اسیں اچھی F.C. ہو suggestion in camera briefing Home Minister نے کہا کہ اور جیسے guideline دینے کے لئے ہم کریں گے۔ ابھی میں اپنے حلقة کی بات کرتا ہوں میڈم اسپیکر! کہ آپ education کے حوالے سے بات کر رہے ہیں۔ یہی بلوجستان تھا۔ یہاں پر امن تھا۔ یہاں پر جو بھی قویں آباد ہیں۔ ہم بھائیوں کی طرح رہ رہے ہیں۔ اور antibody کوئی بھی آتی ہے پتہ لگ جاتا ہے۔ مساوئے کوئی city کے۔ تو میں challenge سے کہتا ہوں کہ مجھے کوئی سیکورٹی میرے حلقة میں، میرے ڈسٹرکٹ میں مجھے کوئی educational security میرے institutions ہیں اُن میں نہیں چاہیے۔ میں خود manage کروں گا۔ میں خود اپنے بچوں کی حفاظت کروں گا۔ لیکن یہ ہے کہ کچھ ساتھی ہمارے شاید اسیں وہ اپوزیشن کی تحریک التوا کو اپنے ذہن میں لارہے ہیں۔ یہ اپوزیشن کی نہیں ہے بلکہ یہ ہمارے بلوجستان کا، ہم سب کا بلوجستان ہے۔ یہ ہماری سرزی میں ہے۔ اس کا مسئلہ ہے میڈم اسپیکر!۔ اسیں آپ بھی پیش پیش ہیں۔ میڈم اسپیکر۔ بالکل۔

سردار عبدالرحمن کھیتران۔ آپ بھی اس پر زیادہ توجہ دے رہی ہیں۔ آج education میں آپ توجہ دے رہی ہیں۔ تو یہ کوئی مسئلہ ہے۔ ہم اسیں suggestions بھی دینے اور انکی suggestion جو ہے اسکو بھی ہم appreciate کرتے ہیں۔

میڈم اسپیکر۔ میں تو سمجھتی ہوں کہ ابھی سارے ہی مجرز نے کھڑے ہو کر اسکی نہ مت کی۔ میرے خیال میں مجرز کا کدراء، نہ مت سے اور فاتح سے ذرا آگے بڑھنا چاہیے۔ اور ایک کھلے دل سے ہمیں اس پر بحث کرنی چاہیے۔ تو جوارکیں اسکے حق میں ہیں please وہ ہاتھ اٹھائیں۔ متفقہ طور پر اسکی قواعد اوضاع برکار محیر 1974ء کے قاعدہ نمبر 75 کے تحت تحریک التوا کو مطلوبہ اراکین کی حمایت حاصل ہوئی ہے۔ لہذا اس تحریک التوا کو مورخ 22 فروری 2016ء کے اجلاس میں 2 گھنٹے بحث کیلئے باضابطہ طور پر منظور کیا جاتا ہے۔ سردار عبدالرحمن کھیتران۔ میڈم اسپیکر! 12 تاریخ کا ایجمنڈ آیا تو 18 تاریخ تک ہے۔ آپ نے شاید 22 تاریخ کہا ہے۔

میڈم اسپیکر۔ I am sorry۔ 12 فروری کو انجینئر زمرک خان صاحب آپ اپنی نہ متی قرارداد پیش کریں۔

نمٹی قرارداد۔

انجینئر زمرک خان۔ نُسُم اللہ الرَّحْمَن الرَّحِيم۔ شکریہ اسپیکر صاحبہ۔ یہ ایوان مورخہ 19 جنوری 2016ء کو باچا خان یونیورسٹی چار سدہ پر حملے میں معصوم طلباء اور اساتذہ کی وحشیانہ اور دہشتگردانہ قتل پر دلی تعزیت کا اظہار کرتا ہے۔ نیز یہ ایوان ان معصوم طلباء اور اساتذہ پر وحشیانہ دہشتگردانہ فعل کے نتیجے میں بہانہ قتل کی شدید الفاظ میں مذمت بھی کرتا ہے۔

میڈم اسپیکر۔ نمٹی قرارداد پیش ہوئی۔ کیا محکم اپنے نمٹی قرارداد کی مودودیت کی وضاحت فرمائیں گے۔

انجینئر زمرک خان۔ شکریہ اسپیکر صاحبہ۔ یہ قرارداد جو میں نے پیش کی، یہ بھی ابھی جب سے اسمبلی اجلاس شروع ہوا ہے، تحریک التواء پیش ہوا ہے۔ مولانا صاحب نے، ہمارے opposition leader نے۔ رحمت صاحب نے بات کی۔ جس طرح ہمارے Home Minister بگٹی صاحب پر حملہ ہوا ہے۔ یہ سارے ایک ہی زنجیر کی کھڑی ہے۔ اور ایسے ایک دوسرے سے جڑی ہوئی باتیں ہیں۔ میں شروع کرو ڈا صرف اتنا۔ پہلے کہون گا کہ minister صاحب نے کہا کہ اس پر بہت سی تحریک التواء اور بہت سی دفعہ قراردادیں بھی پیش ہوئی ہیں۔ تو ہمارا مقصد تو یہ نہیں ہے کہ ہم قرارداد پیش کریں۔ تحریک التواء کو پیش کریں۔ تو اگر ماحول ٹھیک ہو گیا۔ امن و امان ٹھیک ہوا۔ ہم نے صوبے کو خوشحال اور پُر امن زندگی اپنے بچوں کو، اپنے بڑوں کو دیں تو تب ہم اس چیزوں کو چھوڑ دیں گے۔ ہم امن و امان کو نہیں پیش کریں گے۔ ہم تحریک التواء کو پیش نہیں کریں گے۔ ہم قراردادوں کو پیش نہیں کریں گے۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ روز بروز حالات خراب ہو رہے ہیں۔ خرابی کی طرف جا رہے ہیں۔ لوگ مرتے ہیں۔ معصوم بچے مرتے ہیں۔ ایسے بچے مرتے ہیں جتنا کہی پتہ نہیں ہے کہ میں پیدا کس لیتے ہو اہوں۔ میری زندگی کس لیتے ہے۔ ابھی تک اونکے کھلنے اور کوئی نہ کہ دن تھے۔

صوبائی وزیر محمد داغلہ۔ میڈم اسپیکر! Honorable Member میرانام لے رہا ہے۔ شاید سمجھ نہیں پایا ہے۔ میں نے کبھی نہیں کہا کہ آپ تحریک نہیں لائیں۔ ہم آپ سے یہ نہیں کہا کہ آپ قرارداد نہ لائیں۔ میں آپ سے یہ کہہ رہا ہوں کہ اس دفعہ خُدارا مجھے being Interior Minister of this Province۔ آپ لوگوں سے یہ گزارش کر رہا ہوں کہ کوئی ٹھوس تجاویز دیدیں۔ بالکل حالات خراب ہیں۔ حالات ٹھیک نہیں ہیں، مان لیتے ہیں۔ لیکن تجاویز کی بات کر رہا ہوں۔ میں یہ تو نہیں کہ رہا ہوں آپ نہ لائیں قرارداد۔ ذرا اسکو track کر لیں۔

میڈم اسپیکر۔ ٹھیک ہے آپ کا explanation point آگئی۔

انجینئر زمرک خان۔ میر صاحب! بات یہ ہے کہ تجویز جب ہمیں کوئی پوچھے گا تو ہم تجویز دینگے۔ ہم جب تجویز دیتے ہیں تو بھی ہمیں کوئی نہیں سنتا ہے۔ میں تو یہ کہہ رہا ہوں کہ آپ لوگ ابھی confuse تھے۔ آپ یہاں پر جو اتحادی پارٹیاں بیٹھی ہوئی تھیں۔ پہلے آپ ہاتھ نہیں اٹھا سکتے تھے۔ آپ لوگوں میں تشویش تھی ”کہ ہم کیا کریں“۔ آپ نے یہ کرنا چاہیے تھا کہ آپ ایک دم دونوں ہاتھ اوپر کر لیتے کہ امن و امان کا مسئلہ ہے۔ تحریک التوا آئی ہوئی ہے، کس مسئلے میں؟۔ لیویز کے سپاہی مرتے ہیں۔ F.C کے جوان مرتے ہیں۔ ہمارے پولیس والے شہید ہوتے ہیں۔ تو اس کیلئے تو آپ لوگ خود آپس میں پہلے ایک صلاح و مشورہ کر کے آئیں۔ میں تو یہ اعتراض کر سکتا ہوں۔

میڈم اسپیکر۔ بگھی صاحب نے توسہ سے پہلے حمایت کی ہے اسکی۔

انجینئر زمرک خان۔ میڈم اسپیکر صاحب! اسکو سُننا چاہیے۔ میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ یہ میرا مسئلہ ہے۔

میڈم اسپیکر۔ جی آپ بولیں۔

انجینئر زمرک خان۔ میں ذاتی طور پر ان پر تقدیم نہیں کر رہا ہوں۔ یہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہمارے Home Secretary ڈرانی صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں نے ابھی بھی انکو appreciate کیا کہ بھائی آپ لوگوں کی social media میں آپکی تصویریں آتی ہیں۔ آپ لوگ appreciate کرتے ہیں آپ لوگ ہمت کرتے ہیں۔ لیکن ٹھیک ہے یہ معاملہ ہمارے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ اور ہمارے ساتھ سب سے زیادہ جو آپ کی Law Enforcement Agencies ہیں اُن سے زیادہ تعلق رکھتے ہیں۔ انکو جو آپ رکھتے ہیں، انکو چاہیے کہ اگر ہماری ضرورت پڑی Opposition Leader کو بھی آپ نے امن و امان کے کسی اجلاس میں بُلایا ہے؟۔ کیوں نہیں بُلاتے؟۔ میں اپوزیشن سے تعلق رکھتا ہوں۔ ہمارے اتنے جو بیٹھے ہوئے ہیں۔ کبھی آپ نے یہ محسوس کیا کہ انکو بُلا کیں کہ جی ایک آ کر کے ہمیں تجویز دیدیں؟ آپ اسکو بھی متنازعہ جانتے ہیں۔ میں اس گورنمنٹ کی بات کر رہا ہوں۔ پچھلے ڈھائی سالہ گورنمنٹ کی بات کر رہا ہوں۔ پہلے پانچ سال گورنمنٹ کی۔ یہ روایات کو ختم ہونی چاہیے۔ تو میں اس چیز پر آتا ہوں کہ میڈم اسپیکر صاحب! یہ جو باچا خان یونیورسٹی میں ایک جو دھا کہ ہوا ہے۔ باچا خان، فخر افغان باچا خان، خان عبدالغفار خان ایک ایسی ہستی ہیں جس نے اپنی زندگی امن، عدم تشدد کے فلسے سے شروع کیتے۔ اور اس نے ایک صدی پر جیت ایک اُنکی تاریخ ہے۔ اس سے یہی درس دیا ہے پورے پاکستان میں اس قوم کیلئے اور خاص کر پشتونوں کیلئے اور اسکی جتنی محکوم اقوام

بیں۔ اُسمیں بلوچ ہیں ہمارے بھائی۔ اُن کیلئے یہی درس دیا کہ ہم آمن سے اور عدم تندرست کے فلفے کے اپنا کرتو تب اپنی زندگی جی سکتے ہیں۔ لیکن آج انکی یونیورسٹی میں جو یہ درس دینے ہیں اُن پر بھی دھشتگردوں نے ایسا حملہ کیا کہ جوانوں کو جو شہید کیا گیا ہے اُنکا کیا قصور تھا؟ اس سے پہلے جو ہمارے S.A.P.S اسکول تھا۔ اُس پر حملہ کیا۔ میں یہی کہہ رہا ہوں کہ بچے اُدھر شہید ہوئے ہیں۔ اُسمیں پانچ سال سے لیکر 15 سال تک کے بچے شہید ہوئے ہیں۔ میں اُنکے گھر پشاور گیا ہوں۔ جو اُنکی تصویریں اُنکی ماں، بہنیں ابھی تک بیٹھی ہوئی ہیں۔ رورہی ہیں اپنے بچوں کیلئے۔ ہم ایسے حادثوں کو ہم برداشت نہیں کر سکتے ہیں۔ تو اُنکی ماں، اُنکی بہنیں اُنکے والدین، اُنکے جو بڑے ہیں خاندان کے وہ کیسے برداشت کریں گے؟ خُدا کی قسم میں کہتا ہوں کہ میں پشاور گیا تھا ابھی کچھ عرصے پہلے۔ میں نماز پڑھنے ایک مسجد جا رہا تھا ایک گلی میں۔ تو اُدھر میں نے دیکھا ان بچوں کی تصویریں لگی ہوئی تھیں۔ میں اُس گھر کے اندر گیا جیسے میں نے دیکھا تو اُدھر لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے پوچھا۔ کہتے ہیں یہ سب بیٹھے ہوئے ہیں۔ ابھی تک اُنکی والدہ انتظار کر رہی ہے کہ میرا بچہ ابھی تک آیا نہیں۔ اور ان بچوں کو کیا سمجھا آرہی تھی ابھی تک۔ اُن بچوں کو ابھی تک یہ سمجھنہیں آئی کہ ہم کس لیئے پیدا ہوئے۔ ہماری زندگی کیا ہے۔ اس دُنیا میں آنے کا ہمارا مقصد کیا ہے۔ اُنکو بھی ہم معاف نہیں کرتے ہیں۔ مجھے مارتے ہو میں دشمن ہوں۔ Home Secretary پر حملہ کرتے ہیں۔ چلو Home Secretary کا تو یہ قصور ہے کہ وہ دھشتگرد کہتے ہیں کہ جی یہ ہمارے مقابلے میں ہے۔ Opposition Home Minister، ہماری Leader، ہمارے جتنے minister تو چلو ہم اُنکے دشمن ہیں۔ لیکن ان بچوں کا کیا قصور ہے؟ اُن جوانوں کا کیا قصور ہے جنکو ہم تعلیم دیتے ہیں؟ اُن یونیورسٹیوں کا کیا قصور ہے جنکو ہم تحفظ نہیں دے سکتے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ اُس نام کو بھی انہوں نے معاف نہیں کیا جو اُمن کا درس دیتے ہیں پوری دُنیا میں اُسکو اُمن کے حوالے سے Nobel Prize کیلئے اُنکا نام گیا۔ کتابیں اُن پر لکھی گئی۔ اُسکو بھی معاف نہیں کیا گیا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ آگ، 1989 میں خان عبدالولي خان نے کہا تھا کہ یہ پاکستان کی حالت بدتر ہو گی افغانستان سے۔ افغانستان میں ایک شورش شروع ہوئی 1978ء میں اور جب یہ جنگ شروع ہوئی کس نے اُس پر کیا control کیا ہم نے؟ دیکھو! ہم کو چاہیے کہ ہم ہمسایہ ملکوں میں، ہمیں اپنے ملک میں اندر رہتے ہوئے اپنے ہمسایوں کا خیال رکھنا چاہیے۔ اور ان ہمسایوں کو ہم یہ موقع نہیں دے دیں کہ ہمارے ملک میں مداخلت کریں۔ اور یہ آگ پھر صرف پشتو نوں کی زمین میں کیوں لگی ہوئی ہے؟ آپ پشاور میں جائیں اُدھر گئی ہوئی ہے۔ آپ اُدھر آجائیں ہمارے علاقوں میں لگی ہوئی ہیں۔ ہمارے اسکولوں میں۔ اگر یہ سمجھتے ہیں کہ صرف یہ

بلوچستان کے بلوچ یا پشتونوں میں یا سندھ میں، سندھیوں سے اور ان مکوم اقوام میں یہ آگ جلتی رہی تو کیا یہ پنجاب میں نہیں ہو سکتی؟ کتنی آبادی ہے بلوچستان کی؟ 80 لاکھ ہے۔ کتنی آبادی ہے پختونخوا کی؟ اب ڈیڑھ کروڑ سے 2 کروڑ ہے۔ تو سب سے بڑی آبادی تو 15 کروڑ پنجاب میں ہیں۔ ادھرا سکول محفوظ ہیں۔ اور اگر ایک دھمکی دے دیں تو پورے اسکولوں کو بند کر دیتے ہیں۔ پنجاب میں ابھی ایک ہفتہ اسکول بند رہے یا نہیں رہے۔ تو کس نے کیا، کیا ہم تجاویز دیدیں؟ کیا پالیسی ہے اس پاکستان کی۔ کیا انکی Interior policy کیا ہے۔ انکی Foreign policies کیا ہیں۔ کون بناتے ہیں کیا کرتے ہیں؟ اب مجھے سمجھنیں آ رہی آپ سمجھ آ رہی ہیں؟ میں اس ایوان سے پوچھتا ہوں کہ کوئی بتا دیں کہ یہ کیوں ہو رہے ہیں۔ ہر ایک اپنی تجزیہ کے مطابق، اپنی سوچ کے مطابق یہ تجاویز دیتے ہیں کہ ادھر خرابی ہیں۔ یہ افغانستان سے آرہے ہیں۔ انڈیا سے مداخلت ہو رہی ہے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ انڈیا سے مداخلت ہو رہی ہے۔ افغانستان کے راستے مداخلت ہو رہی ہے۔ ایران سے ہو رہی ہے۔ تو ہمیں کس طرح control کرنا چاہیے۔ کیوں وہ کر رہے ہیں۔ ہمیں اس چیزوں پر سوچنا چاہیے۔ یہ میری سوچ ہے۔ شاید آپ کی سوچ علیحدہ ہو۔ شاید ہمارے مولانا صاحب کی سوچ علیحدہ ہو۔ نواب صاحب کی سوچ علیحدہ ہو۔ لیکن ان سوچوں کو اکٹھا کر کے پھر ایک پالیسی ہم اپناتکستے ہیں۔ تک ہم اپنی اپنی فورسز کو زندگی دے سکتے ہیں۔ اپنے بچوں کو دے سکتے ہیں۔ کیا ادھر ایک اچھا، ایماندار آفیسر، نڈر آفیسر جب اپنی کارروائی کرتے ہیں اُنکے ساتھ کیا ہوا ہے۔ آپ سندھ میں دیکھیں۔ آپ بلوچستان میں دیکھیں۔ چاہے وہ پولیس میں وہ چاہے وہ C.F. میں ہوں۔ چاہے وہ فوج میں ہوں۔ اُنکو نہیں چھوڑتے۔ اُنکو دھماکوں میں اڑا دیتے ہیں۔ اُنکے بچوں کا کیا ہوتا ہے۔ اُنکے خاندان کا کیا ہوتا ہے کبھی کسی نے پوچھا ہے؟ کون پھر جایگا اُس معاذ بر اپنے ملک کیلئے اپنی عوام کیلئے۔ جو یہ کہے کہ میرے پیچھے میرے خاندان کا اور میرے جو family ہے اُنکا کوئی پوچھنے والا ہو گا۔ کوئی ہے کوئی بتا دیں۔ کراچی میں کتنی ہوئی یا بلوچستان میں کتنی نذر۔۔ اور انکو دھمکیاں personally، اُنکو دھمکیاں ملتی ہیں ”کہ جی آپ ہیں ہمارے راستے سے ورنہ ہم آپ کو تباہ کریں گے“، ادھر ہمارے پولیس آفسروں پر دھماکے نہیں ہوئے۔ اُنکے گھروں میں نہیں گھسے ہیں کیا action ہوا؟ کیا کیا ہم لوگوں نے کتنا کنٹرول کیا؟ یہ چیزیں ہیں جس کو، ہمیں ڈر رہے۔ یہ نہیں ہے کہ ہم اس چیزوں سے ڈرتے ہیں۔ ہم نے قربانیاں دی ہیں۔ عوامی نیشنل پارٹی نے ہزاروں کارکنوں کو کچھلی گورنمنٹ میں، اسی ملک کے، اس پاکستان کی جنگ لڑتے ہوئے، اس صوبے کے پختونوں کے حقوق کی جنگ لڑتے ہوئے اپنی جانوں کا نذر انہ پیش کیا۔ میں یہ نہیں کہ ہم ڈرتے ہیں۔ لیکن ہمارا عقیدہ ہے کہ ہم پیدا ہوتے ہیں تو اللہ ایک ہے۔ اللہ

نے پیدا کرنا ہے اور اللہ نے ہی فنا کرنا ہے۔ لیکن ہم ان چیزوں کو جو ہمارے اعمال ہے، ہم نے اُس عذاب کو م کرنا ہے۔ جہاں ملک جل رہا ہے۔ آپ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم اس اسمبلی میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں تو یہ ڈرتا ہوں کہ اس اسمبلی میں بھی گھیں گے۔ ہماری کیا ادھر سیکورٹی ہے؟۔ اس اسمبلی کی کیا سیکورٹی ہے؟ شاید آپ آئی ہوئی ہو تو کچھ بہتر ہو۔ ہم اپنے آپ کو تحفظ دیتے ہیں۔ اپنے bullet proof گاڑیوں میں پھرتے ہیں۔ میں پھرتا ہوں۔ میرے کتنے سارے دوست پھرتے ہیں۔ کیونکہ ہم ڈرتے ہیں ہم پر دھماکے ہونگے۔ ہمارے اگر یہ میر سرفراز صاحب اگر bullet proof میں نہیں ہوتے تو شاید کچھ اور ہوتا۔ تو یہ مجبوری ہے ہم کس کس کو bullet proof گاڑیاں دیتے رہیں گے۔ کتنے کتنے ممبروں کو دیتے رہیں گے، کتنے کتنے لوگوں کو؟ لیکن ہمارے بچے ایسے مرنے ہیں شہید ہو رہے ہیں کہ اُس کا کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ ہم صرف اُن پر جا کر اور ہماری یادداشت اتنی کمزور ہے کہ کل جو دھماکہ ہوا وہ آج ہمیں یاد نہیں رہتا ہے۔ کیونکہ اتنے ہوتے ہیں کہ اتنے لوگ مرتے ہیں۔ اتنے لوگ شہید ہوتے ہیں۔ ابھی تو اتنے ہزاروں لوگ کہ ہم کس کیلئے جنازیں پڑیں گے۔ کس کس کیلئے دعا پڑتے رہیں گے۔ کس کس کی تعریت اور وہ جو ہے منمت کرتے رہیں گے۔ تو جناب اسپیکر صاحب! میں کہتا ہوں کہ ایسی قراردادیں، ہمیں یہ ڈر ہے کہ یہ جو ہماری ادھر بلوچستان میں، جس طرح ہماری بہن نے کہا کہ یہاں ہماری educational system پہلے انکو دیکھنا چاہیے۔ پھر ہمارے جو schools ہیں اُنکی security کو دیکھنا چاہیے۔ ہر ایک گلی میں ایک ایک اسکول کھلا ہوا ہے۔ لوگ اتنے غریب ہیں کہ اُنکی فیس دینے کی کوئی طاقت نہیں ہے۔ ادھر جو پانچ، پچاس روپے فیس جہاں ملتی ہے ادھر اسکول کھولتے ہیں۔ 500 بچوں کو اکھٹا کر کے۔ آج تو دہشتگرد اور تجزیب کار اسکونیں چھوڑتے ہیں۔ ہمیں اس پرسوچنا چاہیے۔ ہمارے Education Ministry کو بیٹھنا چاہیے۔ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب کو۔ ہمارے Home Minister صاحب کو اس پرسوچنا چاہیے کہ کوئی میں کتنے اسکول ہیں۔ اسکا ٹوٹل کر کے آپ اپنے صوبوں میں دیکھ لیں کہ کوئی رجسٹر ہے یا نہیں ہے۔ اس میں ہمارے جتنے بھی ہیں اسکی سیکورٹی کا ایسا بندوست ہو کہ خُدا خواستہ ادھر تھا۔ ورنہ میں تو کہتا ہوں کہ پھر ادھر سینکڑوں بچے شہید ہوتے باچا خان یونیورسٹی میں، اگر سیکورٹی نہیں ہوتی۔ اور پھر زور کس پر نکلتا ہے وہ آکر انتظامیہ پر کہ جی و اُس چانسلر نے صحیح بندوست نہیں کی تھی۔ و اُس چانسلر نے یہ نہیں کیا تھا وہ نہیں کیا تھا۔ و اُس چانسلر کو آپ نے کیا کرنا ہے۔ آپ نے ایک لیکھر سے کیا لینا ہے۔ دیدو انکو کلاشنوفیں۔ پھر تو مجبوری ہے میں نے اپنے بیٹے، میرا بیٹا لا ہور میں پڑھ رہا ہے۔ خُدا کی قسم میں نے اُسی دن انکو کہا ہے کہ تم training حاصل کرو۔ ایک پستول ساتھ رکھلو۔ کہتا ہے

کے ایسا نہ ہو بابا ہم آپ سے میں لڑ جائیں۔ ہم اپنے بچے خود قتل کریں۔ کیا کریں گے ہم کو نسراستہ اختیار کریں گے بچوں کو Training دیدیں۔ ٹھیکروں کو training دیدیں۔ انکو لاشکنوف دیدیں۔ تعلیم رہ جائیں۔ کلاشنوفیں اور پستول چلتے رہیں گے۔ یہ تو گورنمنٹ اور یاست کا کام ہے۔ جب تک writ of the state نہیں ہو گا تو لوگ جو ہے غیر محفوظ اپنے آپ کو کہیں گے۔ جب تک National Action Plan پر صحیح عملدرآمد نہیں ہو گا۔ تب تک یہ ملک صحیح نہیں ہو سکتا۔ 20 نکات میں سے سب نکات اُس میں موجود ہیں۔ آپ کے کورٹ اُسی میں موجود ہے۔ آپ کے بلا تفریق کارروائی اُس میں موجود ہے۔ میں نہیں کہتا ہوں کہ سب ایسے ہمارے Leadership اور پاکستان کے جو نہیں چاہتے تھے کہ اس پر دستخط کریں لیکن ایک مجبوری کے تحت یا اس ملک کی بہتری کیلئے یہاں اس بچوں کو اپنے اس ملک کے عوام کو امن و امان کا جو ہے تحفہ دینے کیلئے انہوں نے اُس پر sign کیتے۔ روتے ہوئے ہمارے Leadership نے اُس پر sign کیتے اس لیئے کہ امن آجائے۔ لیکن ہم یہ سوال کر سکتے ہیں کہ کل بھی مجھ سے کسی نے پانچ دن پہلے پوچھا کہ جی کیا ہو گا۔ میں نے کہا یا! میں تو کچھ نہیں بتا سکتا ہوں کہ یہاں پتہ نہیں کیا ہو گا اس ملک کا۔ کیونکہ ہر ایک اپنے لیئے سوچتا ہے۔ ہم orange train ہتار ہے ہیں۔ ہم راہداری پر لڑ رہے ہیں۔ ہم اپنے فنڈوں پر لڑ رہے ہیں۔ جس طرح مولانا صاحب نے کہا کہ ہمیں یہ پتہ نہیں کہ کل میرے بچے کے ساتھ کیا ہو گا۔ کوئی بتا سکتا ہے؟ اور ہو گا بھی یہ یاد رکھنا ادھر۔ خُد انہ کرے، خُد انہ کرے اس بلوجستان میں بھی ہو گا۔ اس پنجاب میں بھی ہو گا اور اس سندھ میں بھی ہو گا۔ اگر ہم نے اپنے اُس system کو صحیح نہیں کیا جو ہم سے چاہیے۔ اور ہم نے بلا تفریق اس پر کام نہیں کیا۔ ہم نے اچھے بُرے کا تفریق نہیں کیا۔ اسکو ختم نہیں کیا۔ کل کا اچھا آج بُرا ہو سکتا ہے۔ تو آج کا اچھا کل کون گارنیٰ دے سکتا ہے کہ وہ کل بُرائیں ہو گا۔ یہ تو ہمارے سامنے سارا کچھ موجود ہے۔ اس پر ہم نے اتنا کام کیا کہ ہم چاہتے ہیں کہ میدم صاحب! یہ صرف ہمارے دل کی باتیں تھیں کہ ہم نے کیں۔ قرارداد پیش ہوا۔ شاید اس پر وہ کوئی ہمارے دوست کہیں گے۔ اگر میرے سے ایسی بات ہوئی ہو تو یہ ہم نے اس لیئے کی کہ ہم کچھ بہتری لاسکتے ہیں۔ آپ بلوجستان کے educational system کیلئے اپنی طرف سے ایک ایسی جو آپ کے control میں ہو۔ آپ سپیکر ہو ایک کمیٹی بنالیں جہاں in-house committee بنالیں۔ چاہے اگر ہماری ضرورت ہوئی تو ہم آئیں گے۔ نہیں تو گورنمنٹ کی کمیٹی بنائیں کہ جا کر اسکی تفصیل یہاں پر پیش کریں کہ کتنے اسکوں ہیں اس کوئی نہیں؟ پرانیویٹ کتنے ہیں اور گورنمنٹ کے کتنے ہیں؟ اسکی تفصیل دیدیں۔ اور ہمارے جو بڑے اسکوں ہیں جو ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر زمین میں اسکی تفصیل دیدیں۔ ہمارے سرکاری اور پھر ان کیلئے

کیا کرنا چاہیے۔ ان پر سوچ لیں ہم لوگ۔ کیونکہ یہ سلسلہ میرے خیال سے یہ رکھنے والا نہیں ہے۔ اور اس کیلئے ہم نے کچھ کرنا ہے۔ ہم انشاء اللہ گورنمنٹ کے ساتھ ہیں اس حوالے سے۔ ہم Law and Force mint Agency کے ساتھ ہیں اس حوالے سے کہ ہماری جو خدمات ہوگی اپوزیشن کے۔ انشاء اللہ بیٹھے ہوئے ہیں ہم ساتھ دیں گے۔ شکریہ۔

میڈم اسپیکر۔ Thank you سوال یہ ہے کہ آیامذتی قرارداد منظور کی جائے؟ مذتی قرارداد منظور ہوئی۔ (مداخلت۔ آوازیں) نہیں یہ ابھی تحریک التوا ہے نا تو پھر وہ بار بار چیزیں repeat ہو جائیں گی۔ کیونکہ محرک ایک تھے اور انہوں نے اپنے طور پر بتایا بھی۔ اس پر مسلسل debate آرہی ہے۔ تحریک التوا بھی آرہی ہے اُس میں۔ جناب رحمت صالح بلوچ، صوبائی وزیر۔ سردار رضا محمد برٹچ، مشیر وزیر اعلیٰ، ڈاکٹر شمع اسحاق بلوچ صاحبہ اور ڈاکٹر رفیقہ سعید ہاشمی صاحبہ ارکین اسمبلی میں سے کوئی ایک محرک اپنی مشترکہ مذتی قرارداد پیش کریں۔

مشترکہ قرارداد نمبر 62۔

وزیر یحکمہ صحت۔ Thank you Madam speaker مشترکہ مذتی قرارداد نمبر 62۔ یہ ایوان مورخہ 6 فروری 2016ء کویا قت پارک کوئٹہ میں ایک خودکش حملے کے نتیجے میں شہید اور رُخی ہوئیاں ایفسی اہلکاروں اور معصوم شہریوں جن میں خاتون اور بچے بھی شامل ہیں، انکی شہادت پر نہ صرف افسوس کا اظہار کرتا ہے بلکہ اس بزدا نہ دھشتگردی کے واقعہ کی شدید الفاظ میں مذمت بھی کرتا ہے۔ نیز یہ ایوان پولیس نوجوانوں پر کافی عرصہ سے جاری بزدا نہ حملوں کی تسلسل کے باوجود سیکورٹی اداروں کی جانب سے دھشتگردی کی بیخ کنی اور امن و امان بحال کرنے کیلئے دی جانے والی قربانیوں پر انہیں خراج تحسین پیش کرنے کے ساتھ ساتھ سیاسی و عسکری قیادت کی مشترکہ مذتی قرارداد پیش کو آگے لے جانے کا بھر پورا نہاز میں اعتماد کا اظہار بھی کرتا ہے۔ میڈم اسپیکر۔ مذتی قرارداد پیش ہوئی۔ کیا محرکین میں سے کوئی اپنی مشترکہ مذتی قرارداد کی مودودیت کی وضاحت فرمائیں گے۔

صوبائی وزیر یحکمہ صحت۔ thank you Madam Speaker. میں مختصرًا بولوں گا باقی دوست بات کریں گے شاید محرکین ہیں وہ جس طرح تسلسل جاری ہے ہمارے اپوزیشن کے دوستوں نے بھی تحریک التوا لایا اور یہ قرارداد جس طرح پورے پاکستان یہ ملک کو ہم اٹھا لیں، یہ دھشتگردی کو ہم face کر رہے ہیں چاروں صوبوں میں اور گزشتہ کئی برسوں سے international war zone میں بلوچستان واقع

ہے۔ میڈم اپیکر! اُس میں بہت سارے ماوں کی گودا جڑگئی ہیں اور یہاں خون آلود سر زمین کو لوگوں نے ایک کرکٹ کا تیج بناتے ہوئے لوگوں کی جانوں اور انسانیت سے کھینے کا ایک داستان شروع کیا ہوا ہے لیکن اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہمارے جتنے ادارے ہیں یا فوری سیز ہیں ان سب نے قربانی دی ہیں لیکن افسوس اس بات پر ہوتا ہے کہ اگر کوئی ایک cause کو سامنے رکھتے ہوئے انسانیت کا قتل عام کریں اُسکو کوئی بھی معزز معاشرہ یا اجازت نہیں دیتا گو کہ اس بات کی کوئی شک نہیں ہے کہ بد امنی سب کا مسئلہ ہے اور ہماری کوشش رہی ہے کہ امن و امان کے اداروں کو فعال ہوتے ہوئے ہم دیکھیں، امن و امان کے اداروں میں سیاسی مداخلت ختم ہوتے ہوئے ہم دیکھیں۔ کیونکہ ہماری یہ کوشش ہونی چاہیے کہ جہاں حکومتی ریٹ نہ ہو وہاں حکومتی رٹ ہم قائم کریں، ایمانداری کی بات یہ ہے میڈم کہ جو دہشتگردی ہے، چاہے ایمیکیشن ادارے ہیں چاہے یہ ایوان آپ دیکھ لیں کہ اللہ کے گھر میں عبادت کرتے ہوئے بھی انسانوں کو نہیں بخجھا جاتا ہے۔ وہ بھی مذہب کا نام دینتے ہیں اس دنیا میں کوئی نے مذہب نے اجازت دی ہے کہ خدا کے گھر میں انسان اللہ سے مخاطب ہے انسان آپ اُس کے درمیان بھی خود کش کرتے ہو۔ تو اسی طرح آپ دیکھ لیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے چھوٹے بچوں کو اور ایک جو حافظہ قرآن تھی جو اُسکے میرٹ کے امتحان ہونے والے تھے مارچ میں۔ انتہائی افسوسناک اور دردناک پورے تمام انسان کا ضمیر کا نپتا ہے اور بلکہ یہ زمین بھی کا نپتی ہے۔ ایسے انسانیت دشمن کے اقدامات سے ایسے نفرت آمیز دہشتگردی جہاں تک دیکھیں۔ لیکن میڈم! یہاں ایک بات ہے جو دوستوں نے کہا ہے کہ گورنمنٹ اقدامات کرے۔ میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ حکومت نے بہت زیادہ اقدامات کئے ہیں۔ اور آج میں بر ملا بھی کہوں گا اور اس فور پر کہوں گا کہ موجود وفاقی حکومت ہو یا صوبائی حکومت ہو، بد امنی پر ایک متفقہ single policy پر کام کیا ہے آج اگر ہم دیکھ لیں کہ جوز نزلہ آتا ہے اُسکے after-shocks بھی ہونگے۔ آپ ضرب عصب کو لے لیں اُسکے side-affect تو ہونگے ہی ہونگے لیکن اس پر اگر گورنمنٹ اقدامات نہ کرتے تو یہاں خون کے نہر بھی بہتے۔ لیکن حقیقت کو سامنے رکھے آپ کراچی کی بد امنی اٹھالے کہ وفاقی حکومت نے serious action لیا۔ یہی موجودہ صوبائی حکومت ہے وہاں اُسی حکومت کو 15 سال ہوئے ہیں اُسی پارٹی کے پاس ہے گورنمنٹ، کیوں کراچی کے حالات صحیح نہیں ہوئے ہیں۔ تو گزشتہ اگر ہم بلوچستان کو اٹھا کر دیکھ لیں کہ گزشتہ ڈھائی سال پہلے والے بلوچستان اور آج کے بلوچستان میں زمین اور آسمان کا فرق ہے۔ وہ فرق میں آپ کو چھوٹی مثال میں پیش کروں گا ذمہ دار فلور پر، کہ اُسی میں اسی لئے ہم claim کرتے ہیں یہ فرق ہے کیونکہ ہم سارے committed no doubt میں کسی پر تنقید نہیں کرتا ہوں کہ کوئی

commited نہیں تھا لیکن میں آپ بہت ساری ایسی مثال پیش کرتا ہوں کہ پچھلے دور میں تھے واقعی جو دوست ہمارے آج اپوزیشن میں ہیں وہ حکومت میں تھے ان لوگوں کے جتنے بھی عملی اقدامات تھے لیکن کچھ معاملات تھے جس ضلع سے میرا تعلق ہے اس میں گورنمنٹ رٹ نہیں تھی۔ جس ضلع سے ہمارے سابق وزیر اعلیٰ کا تعلق ہے اس میں گورنمنٹ رٹ نہیں تھا، جس ضلع سے ہمارے موجودہ وزیر اعلیٰ کا تعلق ہے اس میں حکومتی رٹ نظر نہیں آتا تھا۔ لوگوں کو بیداری سے مارا جاتا تھا۔ لوگوں کو انواع برائے تاوان کے ذریعے کاروبار جاری تھا، routes سارے ٹھیکوں پر تھے اس کی مثال یہ تھی کہ میرے حلقت سے آج میں بر ملا سارے اداروں سے کہتا ہوں کہ نام نہاد نمائندہ، ڈسٹرکٹ نیشنلوں کے ساتھ میں fifty, fifty percent پر کام کریں تو آپ کس سے توقع کریں۔ آج یہ فرق ہے کہ میں کسی ایسی پالیسی پر نہیں ہوں۔ میں آج نیب کو تمام اداروں کو دعوت دیتا ہوں کہ مکران میں جائیں 2008ء کی پی ایس ڈی پی اٹھا لیں، کھربوں روپے ریلیز ہوئے ہیں، پنجگور، تربت اور گواڑ کے نام پر کوئی چیز نظر آئی میں challenge اسے کہہ رہا ہوں آج بھی یہ ایک عوامی عدالت ہے اس فلور پر لیکن دوسال میں جو ڈولپمنٹ ہوئی ہیں وہ نظر آئیگا، میں چیخ سے کہتا ہوں۔ لا اینڈ آرڈر پر آتا ہوں، کہنے کا مقصد یہ ہے کہ وہاں کے نام نہاد نمائندے fifty fifty percent پر تھے وہ ڈولپمنٹ کرو کر رہے تھے۔ یہاں سے فنڈ زریلیز ہو رہے تھے، وہاں ڈسٹرکٹ دی کے نام پر فائزگ کر کے، نامعلوم FIR اور لوگ کھرب پتی بن گئے ہیں۔ اسی بنیاد پر کہ یہاں بدمانی جو پھیلائی ہے۔ تو انکو یہ مزہ دے رہا تھا کہ یہاں حکومتی رٹ نہیں ہو۔ ہم enjoy کریں گے۔ ہم لوٹیں گے عوامی امانت کو ہم لوٹیں گے ترقیاتی بجٹ کو اسی طرح باقی بلوچستان کا مثال یہ تھا کہ بھائی وزیر ہے دوسرا بھائی، بھانجا، بھتیجا وہ انواع برائے تاوان کا کاروبار آزادانہ طور پر کر رہے ہیں۔ آج کے بلوچستان اور کل کے بلوچستان میں یہ فرق ہے۔ میں یہ claim کر رہا ہوں۔ تو کہنے کا مقصد یہ ہے کہ آج جو بدمانی ہے، ہم اسکی نہ ملتی ہیں کہ کریں گے اور عملی اقدامات کئے ہیں اور ان عملی اقدامات میں جن ہمارے دوستوں نے لا اینڈ آرڈر فورسیز نے، پولیس نے، لیویز نے، ایف سی نے جو جام شہادت نوش کی ہیں، وہ قابل تحسین ہیں۔ خراج عقیدت ہم پیش کرتے ہیں۔ لیکن رہی صحیح بات، جہاں ہماری conflict zone ہے، جو اتنی بڑی بھی چوڑی بارڈر پٹی پر جو ہم رہ ہیں۔ یہ تاریخ کی مسلسلہ بات ہے جب افغانستان میں حالات خراب ہوئے ہیں۔ یہاں حالات خراب ہوئے ہیں۔ کیونکہ ہمیں پتہ ہے کہ وہاں پشتون بلوج رہتے ہیں اور یہاں بھی پشتون بلوج رہتے ہیں۔ لیکن جب افغانستان میں حالات ٹھیک ہوئے ہیں تو یہاں بھی حالات ٹھیک ہوئے ہیں۔ یہ ساری چیزیں زیر بحث ہیں اور جو اقدامات ہوئے ہیں اُس پر جو کمیاں ہیں بلکہ ہماری کوشش

ہو گئی اقدامات ہیں جس انداز میں ہوئے ہیں آج پھر دوبارہ ایک لہر آ رہی ہے کیونکہ جو تو تین ہیں چار، ہیں کہ یہاں تعلیمی ادارے ہوں، یہ قوم تعلیم یافتہ ہو، یہ خطہ ترقی کرے۔ جن کی نظریں ہیں جن لوگوں نے مختلف دور میں، مختلف پریشانیاں ادھر کئے ہیں، مختلف ناموں سے، جذباتی نعروں سے مذہب کے نام سے، نفترت سے بہت سے ایسے اس طرح تو آج وہی تو تین جو لوگی ہوتی ہیں جو اس خطے میں ترقی کا ایک انقلاب آئیوالا ہے۔ جہاں میں آپکو بتاؤ کہ جو چاٹنا پاک کا ریڈور ہے، جو یہ ساری routes جو بن رہی ہیں پورے خطے کو one built one route کے نام سے connect کیا جا رہا ہے۔ اور یہ economically well sound ہونے جا رہا ہے۔ تو یہ دہشتگردی ہم سب کا مسئلہ ہے، بدامنی، اس پر no doubt کوئی دوارے نہیں ہیں۔ حکومت کی واضح پالیسی ہے کہ ہم کسی بھی دہشتگردی کو کسی قسم میں برداشت نہیں کریں گے اور یہ واضح پالیسی ہے عوامی نمائندوں کی بحیثیت سے عوامی مینڈیٹ کے ساتھ یہ بر ملا کہتے ہیں آج بھی فور سیز، آج بھی میں یہ claim کرتا ہوں کہ میرا ضلع no go area smoothly ہے کیونکہ میں نے تمام لوگوں کے ساتھ بیٹھ کے یہ فصلہ کیا ہے۔ جو سلسلہ بندے ہیں اُسکو مارو اُسکو روکو چاہے اُسی میں میرا بھائی کیوں نہ ہو۔ اگر ہم اس commitment کے ساتھ کام کریں اُسی میں کوئی شک نہیں کہ کامیابی ملے۔ اور ایک commitment ہے عسکری اور سیاسی قیادت کی۔ اُس میں کسی کو کسی رنگ میں کسی شکل میں کسی اور روپ میں یہ دہشتگردی کرنے نہیں دینے گے اور میں یہی سمجھتا ہوں کہ پورا اسمبلی آج گورنمنٹ اور اپوزیشن کی بات نہیں ہے، متفقہ اس بات پر اتفاق ہے کہ عملی اقدامات پر اور وہ عملی اقدامات جو موجودہ حکومت نے جتنے اٹھائیں ہیں وہ بالکل قابل تعریف ہیں، بحیثیت گورنمنٹ کے ممبر کے نہیں بلکہ اسکو appreciate کرنا چاہیئے آگے جو کمیاں ہیں وہ انشاء اللہ جس طرح ہمارے نوجوان قربانیاں دے رہے ہیں اُنکی قربانیاں ضرور رنگ لا دیں گی۔

میدم اپسیکر۔ Thank you . جی ڈاکٹر شمع اسحاق صاحب۔

ڈاکٹر شمع اسحاق بلوچ۔ شکریہ جناب اپسیکر صاحب۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ امن ایک ایسی فاختی تھی جس کو اڑے ہوئے شاید بلوچستان سے 22 سال گزر چکے ہیں۔ میدم اپسیکر صاحب! لیکن آج حالات خراب کیوں ہیں؟، آج ہمارے بچے کیوں عدم تحفظ کا شکار ہیں آج ہمارے تعلیمی ادارے، مساجد، عبادات گاہیں کیوں میدانِ جنگ بن گئے ہیں؟ میدم اپسیکر! ان سوالات کا جواب ہمیں اپنی ماضی کی حکمتِ عملی سے اور غلط پالیسیوں سے ملیں گے۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ سر و جنگ کے دوران ہم نے اپنے ملک کو مغربی مفادات کی خاطر ایک ایسی جنگ میں جھونک دیا تھا جس کا کوئی اختتام ہمیں نظر نہیں آیا۔ جناب اپسیکر صاحب! پشاور سکول کا مسئلہ ہو

جہاں پر ہزاروں بچوں کو تشدد کا شکار بنایا گیا، یا باچا خان یونیورسٹی، میں یہ سمجھتی ہوں اپیکر صاحب! کہ یہ یونیورسٹی تو اُس شخص کے نام سے منسوب ہے جس نے اپنی پوری زندگی عدم تشدد کا جو داعی رہا ہے، انہوں نے ساری زندگی خدمت خلق کے بلا تفریق نسل و رنگ کی خدمت کی۔ میڈم اپیکر! ہمیں یہ فخر حاصل ہے کہ اُنکے جواکا بربین کے جو سیاسی پیروکار تھے جن کی زندگی جدوجہد سے عبارت ہے جنہوں نے مسلسل جدوجہد اور مستقبل مزاجی کے ساتھ ہمیشہ انگریز سامراج کے خلاف جنگ کی۔ اپیکر صاحب! آج جس عدم تشدد کے شکار ہمارے لوگ ہو رہے ہیں۔ اگر ہم نے اپنی ان پالیسیوں پر نظر ثانی نہیں کی تو میں یہ سمجھتی ہوں کہ پھر ہم شاید اس جنگ سے نہ نکل پائیں۔ میڈم اپیکر صاحب! میں یہ سمجھتی ہوں کہ گوکہ ہم نیشنل ایکشن پلان کے ذریعے ہم نے تھوڑی سی امن قائم تو کر لی تھی۔ لیکن پھر بھی ہمیں ماضی کی غلط پالیسیوں کو یکسر تبدیل کرنے کی ضرورت ہیں۔ اپیکر صاحب! ہم اپنے اس معاشرے میں جس میں ہمارے عورتیں، بچے، بوڑھے آج بھی جب باہر نکلتی ہیں اور سوچتے ہیں کہ کیا ہم گھر والپس آپائیں گے، میں یہ سمجھتی ہوں میڈم اپیکر صاحب! آج بھی ہمیں ان تمام مشکلات سے نکلا ہو گا، بلکہ ہم اس اسمبلی میں بیٹھے ہوئے تھے تو کبھی رحمت صاحب پر کبھی خالد پر کبھی حاجی اسلام پر، کبھی رضا بریج پر کبھی سرفراز بگٹی پر، اگر یہ حملے اسی طرح جاری رہے اور اسکی روک تھام نہیں ہو پائی تو میں یہ سمجھتی ہوں کہ پھر اس سے شاید ہم روک نہیں پائیں گے۔ تو میڈم اپیکر صاحب میں یہ کہو گی کہ

ظلم پھر ظلم ہے بڑھتا ہے تو مت جاتا ہے

خون پھر خون ہے ٹپکے گا تو جم جائیگا۔

میڈم اپیکر۔ ڈاکٹر رقیہ ہاشمی صاحبہ۔۔۔۔۔ سلیمان شاہ ختم فاروق شروع

فاروق۔۔۔۔۔ ٹائم 5-55 to 5-40 نیلڈ 08-01-2017 سے 25-01-2017

سردار عبدالرحمن کھیڑان۔ ہم جو اس ملک کو سلام کرتے ہیں جو اس جھنڈے کو سلام کرتے ہیں جو اپنے پر فخر محسوس کرتے ہیں کہ ہم Pro-Pakistani ہیں، ہمیں دو چھپر پر سواد و سال سے بھایا ہوا ہے، سلام ہے آپکی اس پالیسی کو اس طریقے سے آپ امن قائم کریں گے، یہ طریقہ ہے آپکا امن کا؟۔ وہ دہشتگرد ہے۔ کیا surrender کیا۔ کیا F.C. کو سلام ہے وہ مارتی ہے اُنکو، تب وہ surrender کر رہے ہیں۔ پچھلے دنوں میرے بارڈر پر میرے علاقے میں، انشاء اللہ انکا بڑا توکوئی بھی نہیں آ سکتا میرا بارڈر پر کمپ تھا، F.C. گئی، میں سلام پیش کرتا ہوں کرنل ایاز کو، اُنکو، وہ گئے، اُنکو مارا، ختم ہو گیا eliminate ہو گیا کمپ۔ کیا آپ surrender کراتے ہیں ماریں اُنکو، دہشتگرد ہیں، ہمیں را کٹ

مارتے ہیں ہمارے لوگوں کو مارتے ہیں آپ اُسکونا راض بلوچ کہہ رہے ہیں۔ ہم راضی بلوچ کو آپ ناراض کر رہے ہیں۔ اور ناراض کو آپ واپس لے آرہے ہیں۔ ہماری کھیڑت اُنی میں مثال ایک ہے کہ جو چڑیا آپ کے پنجرے میں ہے اُسکی تو خیر ہے جو اُڑ رہی ہیں اُنکو آپ پکڑ رہے ہیں۔ میڈم اسپیکر! آپ دیکھ رہی ہیں آپ میری colleague ہیں، میں کس چیز کی سزا سوادوسال سے بھگت رہا ہوں۔ پولیس کی دو تھپٹ۔ جنہوں نے بمب بلاست اسکو اڑا رہے تھے، خدا بچانے والی وہ ذات ہے۔ bullet proof گاڑی نے بچایا ہے، ابھی بھی میں کہتا ہوں کہ اُنکے کیپ موجود ہیں وہاں میڈم اسپیکر۔ کیا ہے کسی کی آشیرواد ہے کہ جی اسکو راضی کرو۔ یہ آپکا وزیر دا خلہ سامنے بیٹھا ہے یہ مجبور ہوا جا کے اُسکو گلے لگایا اسکو یہ کیا اُسکو وہ کیا۔ جس نے درجنوں کے حساب سے مارے ہوئے تھے۔ تو میڈم اسپیکر! کبھی بھی امن نہیں ہو سکتا یہاں پر اگر یہ دو غلاپا لیسی چلتی رہی کہ جو مارنے والا ہے اُسکو سینے سے لگاؤ، جو آپکے ساتھ مرنے کے لیے تیار ہیں اُنکو رُکرا دو۔ میڈم اسپیکر! اس پر انشاء اللہ 12 تاریخ کو نید میں چیزیں لیکر آؤں گا۔ اسکی میں پُر زورِ مدت کرتا ہوں اُس بچی کے لواحقین۔ میں کیا بس یہ دو الفاظ ہی کہہ سکتا ہوں باقی میں اُنکے دکھ درد میں کیا شمولیت کر سکتا ہوں۔ وہ تو اُنکی ماں جانتی ہے اُسکا باپ جانتا ہے اُسکے بھائی جانتے ہیں کہ جو بچی باہر نکلتی ہے اُسکی لاش واپس جارہی ہے۔ یہی ایف سی کے بچے کوئی لیکہ کا تھا کوئی تو نہ کہا کوئی ہمارے بزرداروں کا تھا، گھر کے لیے کمار ہے تھے یہاں اُنکی لاشیں چل گئیں۔ کیا ہو گا G اصحاب بھی کھڑا ہو گا اُسکے جنازے کے کو کاندھا دیگا ہوم منستر بھی کاندھا دیگا۔ چوتھے دن اُسکے یتیم بچہ روں گئے۔ بیوی روں گئی۔ خیر خیریت ہے۔ یہ تو یہ حالت ہے پالیسی بنا کیں ہم suggestion دیں گے ہر آدمی اپنے علاقے میں بہت کچھ ہے خاص کر میں بلوچستان کی بات کرتا ہوں میرا حلقہ ہے مجھے یہ support کرے میں نے عرض کی کہ مجھے کوئی سیکورٹی نہیں چاہیے، میرے جتنے سکول ہیں پر تمری سے لے کر کانچ تک میں ایک آدمی کھڑا نہیں کروں گا فور سر زکو میں چلیج کرتا ہوں کہ یہاں کہ دکھائیں وہاں اسی طریقے سے اس کو فری اینڈ دیں اسی طریقے سے اپنے علاقوں کے مالک بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ اپنی پالیسیاں سر پر تھوپنیں گے ناراض کو جو ہے نہ وہ سینے سے لگائیں گے جو pro ہے اُنکو آپ تھوکو رینگے۔ پھر تو یہ حال کبھی ختم نہیں ہو گا اسی طریقے سے چلتا رہیگا۔ thank you very much۔ جی۔

میڈم اسپیکر۔ آپ نے صحیح کہا ویسے جو جس گھر سے میت اٹھتی ہے اُسکا دکھو ہی جانتے ہیں۔ یہ بڑے واقعات ہوئے ہیں، مسلسل ہمارے ملک میں بھی اور ہمارے صوبے میں بھی۔ جی بادینی unfortunate صاحب!

میر غلام دیگیر بادینی۔ ؎سم اللہ الرَّحْمٰن الرَّحِيْم۔ سب سے پہلے تو میں پُر زور نہ مت کرتا ہوں یہ 6 تاریخ کے واقعہ کی۔ اور جیسے ہمارے میر سرفراز بگٹھی صاحب پر جو حملہ کیا گیا اُسکی بھی پُر زور نہ مت کرتا ہوں۔ میڈم اپسیکر! جیسے سرفراز بگٹھی صاحب نے کہا کہ تجویز دینے کی یا پالیسی بنانے کی ضرورت ہے۔ میرے خیال میں میں یہ سمجھتا ہوں کہ سرفراز بگٹھی صاحب کو یہ مشورہ دیتا ہوں کہ ابھی وہ وقت آچکا ہے کہ operation clean up کی ضرورت ہے۔ کیونکہ میڈم اپسیکر! جو آستین کے سانپ یا جن کو ہم نے پناہ دی میں دعوے کے ساتھ اس فلور پر کہتا ہوں 90% crimes باہر کے لوگ یا باہر کی لابی جو بیٹھے ہوئے ہیں وہ ہمارے لوگوں سے کروار ہے ہیں۔ کوئی نہ کی مثال میڈم اپسیکر! میں دیتا ہوں۔ میرے خیال میں شاید ہماری صوبائی حکومت کے پاس وہ ڈیٹا نہیں ہے کہ یہاں کوئی نہیں میں جو باہر سے لوگ آئے اور بے، انکی third یا fourth generation میرا خیال میں ہے۔ صرف اور صرف ہم اس چیز کے لیے خوش ہیں کہ جی ہمارے صوبے میں اچھی ہے یا باہر سے لوگ آئے ہیں۔ خدا کرے ایران سے آئے ہوں، ایران کے بلوچ ہوں یا افغانستان سے آئے ہوں یا اندھیا سے آئے ہوں۔ جو بھی ہوں، ہندو ہوں یا مسلم ہوں، جو بھی ہوں۔ جو terrorists ہیں وہ ہمیں جو ہے بلوچستانیوں کو قبول نہیں ہیں۔ اسکے لیے جب تک ٹھوں اقدامات جب تک سخت پالیسی ہم نہیں اپنا کیں گے میرا خیال میں جیسے سردار صاحب یا دوسرے دوستوں نے بات کی کہ ہم تو ہم ہیں ابھی future destroy کر رہے ہیں کو یہ لوگ ہوں۔ جس طرح جو صاحب نے یارجمت صاحب نے بتایا کہ وہ دس سال کی لڑکی حافظہ میرا خیال میں news paper میں دیکھا میں نے کہ دو بچوں کی dead-body جو ہے روڈ پر پڑی ہوئی ہیں، عورتیں، بلوچ معاشرہ ہو یا پٹھان ہو یا پنجابی ہو یا سندھی ہو میرا خیال میں عورتوں کی لاشیں یا انکے کھڑے روڈوں پر پڑے ہوئے ہیں وہ بھی کس طرح جو ہے بے حرمتی کے ساتھ اور یہاں ہم صرف اور صرف بیٹھ کے میرا خیال میں میڈم اپسیکر! اسمبلی فلور پر بیٹھ کے یا کھڑے ہو کے اظہار افسوس کر رہے ہیں۔ میری گزارش ہے ہمارے ہوم منسٹر یا دوسرے یہاں noteable سردار، نواب جتنے بیٹھے ہوئے ہیں میرا خیال میں جب تک سخت پالیسی ہم نہیں آپنا کیں گے یا جو ہمارے neighbours سے آکے یہاں پر بس گئے ہیں واضح الفاظ میں میں یہی کہوں گا کہ پٹھان ہوں یا بلوچ ہوں جو بھی ہوں terrorists ہیں، انکی واپسی اور انکو میرے خیال میں on the spot انکو مارا جائے اُنکے خلاف سخت سے سخت کارروائی کی جائے۔ جو باہر سے آئیوا لے لوگ ہیں یہاں پر videos پر ہمیں دیے جاتے ہیں کہ ہم آپکے schools ہم آپکے جو جہاں سے لا کا لجھ ہے یا ہمارے جو ہے messages

یا ہماری جو youth doctors, engineers چھوڑیں گے جیسے باچا خان یونیورسٹی کا حال ہم نے دیکھا اسی طرح کوئئے میں ہمارے جو ہے حالات ہو رہے ہیں یہ فورسز نے ان کی کمر تھوڑی دی ہے ابھی انہوں نے cities کا رخ کیا ہے cities میں انہوں نے جو ہے یہ حالات شروع کر دیے ہیں کہ جسمیں ہمارے بیناہ لوگ عورتیں بچے یا بوڑھے یا مرد حضرات جو بھی ہیں وہ درمیان میں جو ہیں، میرے خیال میں میں یہی کھوں گا کہ انکا، بیچاروں کا شاید لینا دینا بھی نہیں ہے اس چیز سے۔ کا جو ہمارے ہوم منسٹر صاحب نے کہا میرے خیال میں سب سے پہلے وہ ضروری ہے اُسیں ہم اپنی تجاویز دے سکتے ہیں کہ کیا کیا جائے۔ یہ شہر میڈم اسپیکر بارود کا ڈھیر بن چکا ہے اس شہر میں میرا خیال میں اتنے لوگ باہر سے آچکے ہیں میرا خیال سے اگر صرف اور صرف یہاں سے ہم جا کے بازار جب پہلے چند برس پہلے پھرتے تھے شاید ہم دیکھ لیتے تھے کہ جی کوئی کا کڑ ہے کوئی اچکنی کوئی درانی ہے کوئی بلوچ میں فلاں بندہ ہے، نظر آتا تھا۔ میرا خیال میں ابھی سارا جو پورے کا پورا افغانستان بیٹھ چکا ہے کوئئے میں۔ جو میرا خیال میں افغانستان کا حال تھا وہ ابھی ہمارے ساتھ ہونے جا رہا ہے۔ جب تک ہم اپنے گھر کی صفائی خود نہیں کر سکے میرا خیال میں ایسے واقعات بدستور ہوتے رہیں گے۔ اسکے لیے سخت پالیسی بنانے کی ضرورت ہے۔ میرے خیال میں جب یہاں پر ہم پالیسی بنانے والے ہیں یا قانون ساز، یا جتنے قانون سازی کرنیوالے ہیں جب تک ہم سخت ٹھوس اقدامات نہیں کریں گے میرے خیال میں اس آگ میں جو ہے سارے اسی طرح جلتے رہیں گے۔ شکریہ ہی۔

میڈم اسپیکر۔ Thank you. مفتی گلاب صاحب۔

مفتی گلاب خان کا کڑ۔ شکریہ میڈم اسپیکر۔ سب سے پہلے میں باچا خان یونیورسٹی میں جو حملہ ہوا تھا اُسکی پر زور الفاظ میں مذمت کرتا ہوں اُسکے بعد، ثواب میں کینٹ پر خودکش حملہ ہوا تھا جس میں چار لاکار شدید زخمی ہوئے تھے اُسی کی بھی میں مذمت کرتا ہوں، اسی طرح کوئی میں خودکش حملہ ہوا تھا اُسکی پر زور الفاظ میں مذمت کرتا ہوں۔ لوار الائی سے ہمارے علاقے کے چند افراد کو اغواء کیا گیا تھا جو فورسز کی بدولت انکو پھر رہا کر دیا گیا اور چند دشمنگرد بھی مارے گئے۔ میں اس پر انہیں خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ اگر ایسا ہی ایک دو مرتبہ اُسکی روک تھام ہوا تو انشاء اللہ العزیز یہ جو واقعات ہوتے ہیں یا جو دشمنگردی میں جو بھی لوگ ملوث ہیں اُنکی حوصلہ شکنی ہو جائیگی اور اس حوصلہ شکنی کے ساتھ ساتھ یہ مذموم مقاصد اور یہ مذموم ارادے اور ایسے غلط حرکات یہ انشاء اللہ دم تھوڑ جائیگی۔ اسی کے ساتھ صوبائی وزیر داخلہ صاحب پر حملہ ہوا تھا اُسکی بھی میں مذمت کرتا ہوں۔ ہم

ریاست سے یہ مطالبہ کرتے ہیں میڈم اسپیکر! کہ باچا خان یونیورسٹی پر جو حملہ ہوا اُسکی تحقیق ہونی چاہیے کہ اسمیں کون کون سے عناصر ملوث ہیں۔ اسی طرح جو آرمی پیلک اسکول میں حملہ ہوا تھا ابھی تک اُس کی رپورٹ منظر عام پر نہیں لائی گئی۔ میڈم اسپیکر صاحبہ! اگر ہم اسی طرح قتل ہوتے رہیں اور ہم نے کہا کہ بچوں نے قربانیاں دی ہے قربانیاں نہیں دی گئی بلکہ قربانی بنا لیا گیا اُن بچوں کو اُن بچوں کو جو بیداری سے قتل کیا گیا قربانی تو وہ ہوتا ہے جو بندہ اپنے عزائم کے ساتھ اپنے ارادوں کے ساتھ جا کر لڑے اور قربانی دے۔ اسے قربانی کہتے ہیں۔ وہ بچارے تو قربانی کو جانتے بھی نہیں ہیں، کہتے ہیں کہ یہ قربانی ہے۔ یہ قربانی نہیں ہے میڈم اسپیکر صاحبہ یہ ہماری انتظامی غفلت ہے ہم اپنی انتظامی غفلت کو غلط رنگ دیکر کے ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ قربانی ہے۔ یہ قربانی نہیں ہے۔ ہم ریاست سے یہی تقاضا کرتے ہیں اور مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اُس آرمی پیلک اسکول کی report منظر عام پر لا کیں، اسی طرح باچا خان یونیورسٹی پر جو حملہ ہوا اُسکی رپورٹ سامنے لے آئیں۔ یہاں پر بھی جتنے بھی واقعات ہوئے ہیں اُسکا ابھی تک کوئی رپورٹ منظر عام پر نہیں لایا گیا ہے کہ اس میں کون کون ملوث ہے کہاں سے ملوث ہے اسمیں کون سہولت کا رہنا ہے ابھی تک جو ہے اسکا کوئی پتہ نہیں لگایا گیا ہے۔ سب سے پہلے ہماری جو بقسمتی ہے وہ یہ ہے کہ ہم نے آج تک کسی واقعہ کی تحقیقات نہیں کی آج تک ہمیں کوئی واقعہ معلوم نہیں ہوا کہ یہ واقعہ کس جانب سے ہوا اسکے پیچے کون سے عناصر ملوث رہے اور اسکو ہم نے کیف کردار تک نہیں پہنچایا۔ جب تک واقعات ہوتے رینگے اور ہم صرف اُسکی مذمت کریں گے۔ تو میرے خیال سے یہ حالات مذید اتر ہوتے جائیں گے اس کے لیے ضروری ہے کہ ہم پہلے جو واقعات ہوئے ہیں اُسکی تحقیقات کریں اور اسکو منظر عام پر لا کیں۔ اور اُسکی وضاعت کرے، واشگاف الفاظ میں بتاویں کہ اسمیں کون سے عناصر ملوث ہیں اور کون سی حرکات ہے اسکے پیچے جو اس ملک کے اس عوام کے امن کو تباکرنا چاہتے ہیں اُسکو پہلے واضح کریں اور انکو ٹھیک ٹھاک سزادیں انکو جب سزادیں گے تباکر کے لوگ اس غلیظ حرکات سے توبتا بہ ہو جائیں گے۔ اور اگر ہم اُن کو سزا نہیں دیں گے انکو آشکارہ نہیں کریں گے انکو عوام کے سامنے نہیں لائیں گے کوئی رپورٹ اُس پر نہیں بنے گا، اُسکی کوئی تحقیق نہیں ہوگی تو میرے خیال سے یہاں ہمارا رونا اور یہاں ہمارا چیختا یہ بے سود ہو گا۔ وقت کا ضیاع ہو گا۔ شکریہ میڈم اسپیکر۔

میڈم اسپیکر۔ محترمہ یا سینیٹر ایڈری صاحبہ!

محترمہ یا سینیٹر ایڈری۔ شکریہ میڈم اسپیکر صاحبہ! یہاں بہت ہی long they اور بہت تحولی discussion سننے میں آئی۔ میں صحبتی ہوں جو تحریک ان تو امیں نے جمع کروائی ہے، وہ بھی اس سے بالکل قطعی

طور پر اس سے مختلف نہیں ہے۔ بہت similarity ہے جو کہ پرسوں پیش ہونے جا رہی ہے۔ لیکن یہ ہے کہ یہاں ایک چیز مجھے feel ہوئی کچھ positive اور کچھ negative۔ مطلب یہ کہ جتنے بھی ہمارے اراکین ہیں، بہت سیر حاصل بحث کی تو با توں میں اور approach میں maturity وہ ہم observe کر سکتے ہیں۔ لیکن negative aspect یہ ہے کہ ہمیں تھوڑا سا اس پر سوچنا چاہیے کہ حالات اتنے کشیدہ ہیں اتنے سُگمیں ہیں، اتنا easy نہیں ہیں کہ مطلب ہم اپنے شاید دوچار الفاظ یا تقریری مقابلہ کر کے ہم اس situation پر قابو پاسکیں۔ میرے خیال میں ہمیں ایک in-depth analysis کی ضرورت ہے۔ اگر ہم اس superficial کو analyse کرنے کی ضرورت ہے کہ یہ جو مطلب لا وہ پک رہا ہے یہ صورتحال اتنی گمیب ہے اسکی کڑی جو ہے وہ کہاں پر جا کے ملتی ہے۔ میں سمجھتی ہوں بحیثیت پولیٹیکل کارکن کے جو situation ہم اس وقت face کر رہے ہیں یہ پچھلے ڈھانی سوالوں میں جھطڑ سے ہماری حکومت نے دن رات ایک کر کے اس پر قابو پانے کی کوشش کی، ابھی تک ہمیں اس سے زیادہ مزید struggle کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمیں یہاں ایک دوسرا کو impress کرنے کے لیے اچھے اچھے الفاظ یا تقریریں کرتے ہیں لیکن ہمیں اپنی عوام کا جو کہ یہاں نمائندہ بنانے کے جمنہوں نے ہمیں بھجوایا ہے ہمیں اُنکی زندگیاں زیادہ عزیز ہونی چاہیے۔ اور ہماری جو باتیں ہیں اُنہمیں اتنی maturity ہو کہ ہم کر سکیں کہ آخر یہ جو situation ہے وہ اب تک جو ہے وہ بہتری کی بجائے ایتری کی طرف کیوں جا رہی ہیں۔ مطلب یہ جو دہشتگردی کا سفر ہے یہ سفر یہاں ختم نہیں ہوتا۔ یہ آتے آتے ہم سب کے گھروں کو، ان سارے provinces کو وہ اپنے گھیرے میں لے لیگا۔ اس پر ہمیں سوچنے کی ضرورت ہے۔ اور میں سمجھتی ہوں کہ اگر پرسوں ہم اس پر بحث کریں تو یہی میری گزارش ہے اپنے اراکین سے، معزز اراکین سے کہ وہ ان نکات پر جو ہے وہ اپنی تیاری کر کے آئیں۔ ان lines پر کہ آخر gapes جو ہیں وہ کہاں کہاں ہیں۔ یہاں اگر جو دہشتگرد ہے جو کہ ہمارے اپنے پلے ہوئے دہشتگرد ہیں۔ جن کو جو ہے so-called جو یہاں کے حکمران جو کہ اپنے آپ کو اس ملک کا owner کہتے ہیں، وہ سب سے زیادہ دشمنی کر بیٹھے ہیں اس ملک کے ساتھ۔ اب جب آستین کا سائبپ بن کے وہ سامنے آئے ہیں تب ہمیں ہوش آیا، کہ نہیں جی ہمیں اسکو ختم کرنے کی ضرورت ہے، کیونکہ یہ آگ تو ابھی ہمارے گھروں تک پہنچ چکی ہے۔ لیکن still میں سمجھتی ہوں جو ہے نہیں ہوئی ہے۔ جتنے بھی وہ ہمارے agencies consensus 100% develop ہیں

جتنے بھی پچھلا جو حکمرانی کا دستار جنہوں وہ اپنے سر باندھا ہوا تھا، ان میں ابھی تک جو ہے وہ confusion ہے۔ as a whole شاید ہم اس پر متفق ہوئے ہیں، جتنے بھی پلیٹ فل پارٹیز ہیں، جتنے stakeholders ہیں۔ ہم اس پر convinced as a whole کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں، ہمیں اگر جو sincerity کے ساتھ کوئی اچھی حکمتِ عملی وضع کرنی ہے، تو ہمیں ان عناصر کو جو ہے سب سے پہلے identify کرنے کی ضرورت ہے کہ وہ آخر مطلب جو ہے اس وقت بھی اگر انکے supporters ہیں تو وہ کون ہیں اور وہ کن کن اداروں میں بیٹھے ہوئے ہیں؟ سب سے زیادہ تو میرے خیال میں دیانتار والی یہاں سے شروع ہوتی ہے، اسکے بعد اگر جو ہے مطلب ہم اپنی situation کو دیکھ لیں، تو strategy یہاں جو enforcement agencies ہیں۔ سب سے پہلے ہمیں ان lines پر کام کرنے کی ضرورت ہے، کہ اُنکی coordination جو ہے وہ آپس میں کتنی strong ہے۔ کتنی اُنکی coordination جو ہے، کہ وہ اس build-up کا مقابلہ کر سکیں۔ اُنکے اندر coordination کو مضبوط کرنے کی ضرورت ہے۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے جو law enforcement agencies میں جو لیویز بہت اچھا کام کر رہے ہیں۔

میڈم اسپیکر۔ یاسمین صاحبہ! میں یہ کہوں گی یہ 12 تاریخ کو اس دن، ابھی آپ تجاویز دے دیں آج نہ تی قرارداد تھی 12 تاریخ کو اس پر کھل کر بحث کریں۔ آج صرف نہ مرت کریں۔

محترمہ یاسمین لہڑی۔ میڈم اسپیکر صاحبہ! اگر میں اپنی بات کو complete کروں۔ مجھے دو منٹ دیں، ہم between law enforcement agencies ہیں انکے lines پر تیاری کر کے آجائے، کہ اپنے law enforcement agencies کے ساتھ کسی طرح سے strong coordination کرنی کی ضرورت ہے لیویز جو بہت بڑا اور بہت اچھا جو ہے وہ pro-peple approach یعنی رکھتی ہے اسکو کس طرح سے well-equipped force کریں یا اسکے علاوہ یہ ہے کہ مطلب law enforcement agencies کے عوام کے نقش میں جو ایک over-come isolation ہے، اسکو ہم کس طرح سے support mechanism کے طور پر آگے چلیں جائیں۔ اور سارے situation کا مقابلہ کر سکیں۔ اسکے علاوہ یہ ہے کہ لوکل باڈیز کو کیسے ہم استعمال کریں۔ اس مقصد کے لیے کہ وہ علاقائی کی سطح پر، یونین کونسل ہے تخصیل ہے، وہاں جو عام public ہے انکو وہ کس طرح سے جو ہے استعمال

کریں، peace strengtheners کے حوالے سے۔ یا جو ہم *peace-massengers* ہیں انکو ہم کس طرح سے helpout کریں۔ تاکہ وہ لوگوں میں motivation as a whole اور چلا کر سکیں اور اس situation کا مقابلہ کر سکیں۔ Thank you so much. moblisation

میدم اپسیکر۔ جی شاہدہ روف صاحب!

محترمہ شاہدہ روف thank you۔ اپسیکر صاحب۔ ان تمام واقعات کی نہادت کرتے ہوئے ایک چیز جس کی طرف میں چاہوں گی کہ آپ کی توجہ مبذول کرواؤ۔ اسیں لکھا گیا ”کہ سیاسی اور عسکری قیادت کی مشترکہ اور متفقہ پالیسیوں کو آگے لیجانے کا بھرپور انداز میں اعتماد کا اظہار کرتے ہیں“۔ یہاں پر تمام house کو confidence میں لیتے ہوئے ایک بات کہوں گی کہ پالیسیاں، جس کے بارے میں بار بار بازگشت سنی گئی، کہ پالیسیز بنائی جائیں۔ ایک طرف آپ اظہار کر رہے ہیں اعتماد کا، اُن پالیسیوں پر جس سے آپ، میں اور ہم سب لعلم ہیں۔ ہمیں سب سے پہلے اس چیز کو addmit کرنا چاہئے کہ یہ ایک لائن لکھ کے جن لوگوں نے اس قرارداد کو آگے بھجا ہے۔ may be وہ چار لوگ اس سے واقفیت رکھتے ہوں کہ یہ پالیسی کیا ہے۔ جو مجھے اور آپ کو بنانی ہیں۔ میں بڑے دشوق سے کہتی ہوں جیسے ڈاکٹر قیہ صاحب یہاں کہہ کے گئی ہیں۔ وہ بھی لاعلم ہیں اس چیز کی کہ جو پالیسیز بنی ہوئی ہیں۔ پالیسی بنانے والوں کو یہ پتہ ہی نہیں ہے کہ پالیسی کیا بنی ہوئی ہے۔ ہم 12 تاریخ کو جس پر debate کرنے جا رہے ہیں، میرے interior minister کو یہاں ہونا چاہیے، وہ اس چیز کو دیکھ لیں کہ 12 تاریخ سے پہلے آپکو camera in بریفنگ دینی چاہئے، اپنے وہ لوگ جو M.P.A's حضرات یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں یہاں کہہ رہی ہوں کہ وہ پالیسیاں آپ نے جو بلوچستان کے حوالے سے بنائی ہیں۔ سیاسی قیادت ہے، عسکری قیادت۔ عسکری قیادت پالیسیاں نہیں بنایا کرتیں۔ پالیسی بنانے والے تو ہم لوگ ہیں جو یہاں بیٹھے ہیں۔ ہماری ignorance کی وجہ سے اگر عسکری قیادت کو یہ step realize کرنا چاہیے کہ ہمارے اندر کون سے draw-backs تھے جس کی وجہ سے ہمارا کام بھی انکو کرنا پڑا ہے۔ تو یہاں میں آپ سب کی توجہ چاہوں گی اور میں چاہوں گی اپسیکر صاحب کہ آپ بھی اسیں ہماری راہنمائی یہ کریں کہ 12 تاریخ کو جب ہم discussion کرنے جا رہے ہیں۔ اُس سے پہلے پہلے ہمارے interior minister اس چیز کو یہ plan کریں کہ وہ in camera بریفنگ دیں۔ اور بتائیں وہاں کون سے عناصر ہیں سب سے پہلے اپنی پالیسی دیں۔ ان تمام حضرات کو جو لعلم ہیں اس چیز کی کہ آپ نے پالیسی بلوچستان کے حوالے سے کیا بنائی ہوئی

تھی؟ اور کون کون سے hurdles ہیں؟ کون کون سے عناصر میں جوان پالیسیر کو کامیاب نہیں ہونے دے رہے؟ آپکو کہاں انگوکھ طریقے سے face کرنا پڑ رہا ہے۔ اور ہم as a Member of Parliament آپکی کہاں کہاں پر، کس طرح سے help کر سکتے ہیں؟ تو سب سے first point باقی تو میں یہ کہتی ہوں ہم تقاریر کریں ہم جو چیزیں بھی کریں، وہ بہت بعد میں آتی ہیں۔ سب سے first step اس وقت جو ہمیں لینا ہیں، وہ یہ ہے کہ ہمیں وہ قیادت جس کا ہم ذکر کر رہے ہیں کہ سیاسی قیادت نے یہ پالیسی بنادی ہیں۔ ہم لاعلم ہیں۔ تو میری request ہو گئی صاحب تشریف لے آئے ہیں کہ اس سے پہلے ہم سب کو اعتماد میں لیتے ہوئے اُن ساری details سے ہمیں آگاہ کیا جائے اور اسکے بعد 12 تاریخ کو ان چیزوں پر آئیں اور آپکی help کریں۔ پھر discussions اس پر ہو۔

میڈم اسپیکر۔ Thank you جی۔ یہ بات تو بگٹی صاحب نے خود ہی offer کی تھی کہ میں in camera بریفنگ دینا چاہتا ہوں۔ تو میں بگٹی صاحب آپ سے پوچھنا چاہ رہی تھی کہ آپ، اگر ہم 12 فروری کے اجلاس میں ایک camera in camera اس اجلاس کے لیے رکھ دیں تو کیا آپ دونوں میں اسکی تیاری کر کے 12 فروری کے اجلاس میں رکھ سکیں گے؟۔

صوبائی وزیر محمد داخلہ۔ میڈم اسپیکر! آپ کے چیمبر میں اسکو discuss کر لیں گے۔ میڈم اسپیکر۔ اچھا! تو پھر اسکے اوپر، کیونکہ کافی ممبر زکی suggestions یا آئی ہیں۔ تو date کے باعث ہم یہ دیکھنا چاہ رہے تھے۔ کیونکہ اسکے بعد ایک نئی تحریک التوا آرہی ہے۔

صوبائی وزیر محمد داخلہ۔ میڈم اسپیکر! اسیں جو خاص طور پر frontier core اور ہماری Honourable intelligence agencies کے کچھ لوگ briefing دینا چاہ رہے تھے کو یہ discuss کرنا پڑیا گی CM صاحب کو یہی بات کرنی پڑے گی۔

میڈم اسپیکر۔ you need a time ٹھیک ہے انشاء اللہ پھر ہم اسکو بعد میں بتا دیں گے۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان۔ میڈم اسپیکر! میں نے ایک point raise کیا تھا۔

میڈم اسپیکر۔ جی وہ آج آپ چھوڑ دیں، ابھی انشاء اللہ!

صوبائی وزیر محمد داخلہ۔ اگر آپ اجازت دیں میڈم۔

میڈم اسپیکر۔ جی، جی۔

صوبائی وزیر محمد داخلہ۔ وہ جن SHO کا ذکر کر رہے ہیں، میں نے اپنے سیکرٹری ہوم کو چٹ بھیجی تھی

اور انکا kind enough کے انہوں نے مجھے بتایا کہ ہم اس پر ایک انکوارنی کر رہے ہیں۔ اور یہ انکوارنی کریں گے۔ اور اگر یہ پولیس والا racket کی میں شامل ہو گا تو میڈم اسپیکر! میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ ہماری حکومت اُسکے خلاف سخت سخت action کریں گی۔ اور جہاں تک پنجاب پولیس کی بات ہے، وہ زور آور لوگ ہیں وہ ہمارے domain سے باہر ہیں، وہ آپ چانیں اور وہ جانیں۔

میڈم اسپیکر۔ دیسے میں تمام ممبرز سے کہوں گی کہ 12 تاریخ کو اس پر بولنے کے لیے بہت کچھ ہے تو اگر آپ 12 تاریخ کے لیے کو رکھ لیں۔ ڈاکٹر صاحب! آپ سے request ہے۔ ڈاکٹر حامد خان اچکزئی۔ مذمت کرتے ہیں۔

میڈم اسپیکر۔ مذمت کر دیں۔ لیکن میں کہہ رہی ہوں کہ اتنی اچھی تجویز آ رہی ہیں۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی۔ میڈم اسپیکر! میں اپنی پارٹی کی طرف سے، پشتوخواہی عوامی پارٹی، اپنی قیادت کی طرف سے، اپنی جانب سے اور اس ہاؤس میں unanimous وہ آگیا۔ ان تمام دہشتگردی کے اقدامات خواہ وہ سوات میں تھے، باچا خان یونورسٹی پر تھے، بچوں کے آرمی سکول میں تھے، ٹوب میں جس طرح انہوں نے ذکر کیا یا بھی صاحب پر حملہ تھا یا ایف سی والوں پر، شارع اقبال پر یا سریا ب میں پولیس پر۔ یہ بھیا کم اور غیر انسانی عمل پر، انکی شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہیں۔ میڈم اسپیکر بڑی خوشی کی بات ہے۔ کہ ہم یہ مختلف پارٹیوں کی نمائندگی کرتے ہوئے ایک page پر آئے ہیں۔ یہ اچھی بات ہے۔ اسیں دہشتگردی کے خلاف، terrorism کے خلاف، غیر انسانی اقدامات کے خلاف، اسلام کے نام پر قتل و قتل کے خلاف ہم ایک page پر ہیں۔ ایک زمانہ تھا جن کی اقدامات سے یہ دہشتگردی کی، ریاستی دہشتگردی ضیاء الحق، اختر عبد الرحمن، نصیر اللہ بابر، یہ حمید گل، انکی سربراہی میں ریاست اور عوام دہشتگردی کر رہے تھے۔ اور تمام چھوٹی پارٹیاں انکی مخالفت کر رہی تھیں۔ اس دہشتگردی کے نتیجے میں سوویت یونین کے چلے جانے کے بعد طالبان کی حکومت افغانستان میں بنی۔ جس کو دنیا میں پاکستان، دوہی اور سعودی عرب نے recognize کیا۔ یہ اس تمام دہشتگردوں کو harbour کرتے تھے۔ patronize کرتے تھے۔ fundings کرتے تھے۔

جب خوش قسمتی سے میڈم اسپیکر! پاکستان کی پارلیمنٹی حکومت، وفاقی اور تمام صوبائی بمعہ ہماری فونج، ایف سی، پولیس، لیویز کی جب یا ایک page پر انہوں دہشتگردوں کے خلاف صفائی را ہوئے، جن کو ان دہشتگردوں نے پال رکھا تھا۔ ابھی ہمارے ملک میں حالات ایسے ہیں کہ ان دہشتگردوں کو یہ روزگار چھوڑ دیا جبھی جو بھی انکو hire کرے، ہمارے ملک میں مداخلت کرنے کیلئے، یہ وہی دہشتگرد ہیں جو مجاہد کھلاتے تھے۔ طالب کھلاتے تھے،

اچھا طالب کہلاتا ہوتا تھا۔ بُرا طالب کہلاتا تھا۔ تو اسکو ڈھائی سال ہوئے ہیں کہ ہمارے عسکری قوت اور سیاسی قوت ایک پار ہوئے ہیں اور ہمیں کامیابی نظر آ رہی ہے تو یہ ثانِم لیگا۔ ہمارا کوئی بر گیڈ یہ کہتا ہے کہ ہم نے 80 ہزار trained کیتے۔ کوئی کہتا ہے کہ میں نے 90 ہزار trained کیتے۔ بھائی! وہ سب بیروزگار ہو گئے۔ تو اب یہ جرأت کوئی نہیں کریگا کہ ہم نے اتنے دشمنوں پال رکھے ہیں۔ ہم نے اتنے trained کیتے ہیں۔ یہ وہی دشمنوں ہیں جس کو نکالنے کیلئے ہماری عسکری قوت سات لاکھ انسانوں کو FATA سے پشاور migrate کرتے ہیں کہ جی تمہارے گھروں میں ہم چور، اُچھے اور قاتل ڈھونڈ لیں گے۔ یہ کون لایا تھا؟ میں بگٹی صاحب، سردار رضا محمد، ہم ٹرائبل ایریا میں نہیں جاسکتے ہم سے پوچھا جاتا ہے کہ کدھر جا رہے ہو کس کے پاس ٹھہر دے گے؟۔ تمہارے پاس اجازت نامہ ہے؟۔ ہم اپنا ثانِم ٹیبل دیکھ کر لیکن ہزاروں دشمنوں ”اے بادِ صبا، یہ ہمہ آور دہ تو اُست“ ہم اپنے ہی دشمنوں، مجاہدوں اور طالبان کو دشمنوں declare کر کے انکے خلاف لڑ رہے ہیں۔ وہ کراچی میں بھی پناہ گاہ رکھتے ہیں سوات میں 150 سکولوں کو جلانے والے تو جس طرح کسی ممبر نے کہا کہ یہ پنجاب میں بھی جل سکتے ہیں۔ ہم نے شہباز شریف کو با آواز بلند کہتے ہوئے سُنا کہ اے طالب! تم ادھر کیا کر رہے ہو ہم اور تم ایک page پر تھے؟ اور یہ دُنیا جہاں کہہ رہی ہے کہ وہاں جتنے بھی دشمنوں نظیمیں ہیں جن پر پابندی لگائی گئی ہے۔ اُنکو ابھی اُدھر فندگ ہو رہی ہے اُنکی pattern noting اُدھر ہو رہی ہے۔ تو یہ ہم unanimous گری یہ وہ کردیں کہ ہم اپنے ہمسایوں میں مداخلت نہیں کریں گے۔ جب ہم مداخلت نہیں کریں گے تو ظاہر ہے دوسرا ہمارے ملک میں مداخلت نہیں کریں گے۔ بلکہ ابھی تو ہم ایک قدم اور بھی آگے بڑھنا چاہئے۔ ہمارے افغانستان کے ساتھ اچھے تعلقات ہوں ہمارے اندیما کے ساتھ اچھے تعلقات ہوں ایمان کے ساتھ ہوں۔ نہ صرف یہ کہ تعلقات ہوں عدم مداخلت اور ہم ٹریڈ بھی کر سکتے ہیں۔ یہاں پر امن ماحول create کر سکتے ہیں۔ جن عالمی قوتوں نے اس ماحول کو پیدا کیا تھا۔ ہمیں اسکو ختم کرنے میں ثانِم لگے گا۔ اسکا مسلسل جدوجہد سے مسلسل مقابلے سے دشمنوں کے خلاف خواہ وہ قومیت کے نام پر ہو۔ خواہ وہ آزادی کے نام پر ہو۔ خواہ وہ اسلام کے نام پر ہو۔ خواہ یہ شیعہ سنی کے نام پر ہو، اہلسنت اور مجاہد کے نام پر ہو۔ ان سب کے خلاف صفات آ را ہونا پڑیگا۔ محض اسیلے ہمیں یہ امن نہیں ملے گا کہ جو افغانستان کا بندہ یہاں آتا ہے ادھر یہ کرتا ہے۔ اور فلاں ہندوستان سے آتا ہے۔ بھائی ہم نے ایسے ماحول پیدا کئے ہیں۔ اپنے ملک میں عدم استحکام، انصاف نہیں ہے، حقوق کی تقسیم مساوی نہیں ہیں۔ بغاوت کے حالات ہم نے اپنے ملک میں پچھلے ساٹھ سال کی غیر جمہوری، غیر انسانی، بے انصافی کا ماحول پیدا کیا ہے۔

اسکے نتیجے میں جو ماحول ہمیں ملا ہے۔ اس کا مقابلہ ہم کر رہے ہیں۔ ہمیں کسی اور سے کوئی خطرہ نہیں ہوگا۔ اگر ہم شیعہ، سُنی اور جس کا میں نے ذکر کیا ان کا حقوق نہیں دینے کے مذہبی حقوق انسانی حقوق تعلیمی حقوق نہیں دینے کے ہم اُس وقت امن قائم نہیں کر سکتے۔ ان الفاظ کیساتھ میں پھر تمام پارٹیوں کا بڑا شکر گزار ہوں کہ ہم سب کوئی جریل کے نیچے ہوتا تھا۔ ابھی ہماری فوج ہماری ایف سی ہماری پولیس، لیویز ہمارا فیڈرل گورنمنٹ اسکی مکمل encouragement کرنی چاہیے۔ بلکہ انکو مکمل support دینی چاہیے۔ ادھر ایک ذکر ہوا کہ جی وہ پولیس والے یہ کر رہے ہیں۔ اور فلاں وہ کر رہے ہیں۔ ہم یہاں پولیس والوں کے کردار کو discuss کرنے نہیں آئے ہیں۔ ہم پولیس والوں کو فیڈرل گورنمنٹ نے صوبائی گورنمنٹ نے ہوم منستر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، ہم یہ ارادہ کیا ہے کہ انکو ٹریننگ، انکو اسلحہ، انکو جو بھی اتنی جس فلاں فلاں کیلئے جو بھی انکی ضرورت ہوگی۔ یہ گورنمنٹ انکو پورا کرنے کی اپنی پوری کوشش کریگا۔ تاکہ ان ہم شگردوں کے ساتھ نہ سکیں۔ thank you

very much

میدم اسپیکر۔ سوال یہ ہے کہ آیا مشترکہ مدتی قرارداد منظور کی جائے؟۔ مشترکہ مدتی قرارداد منظور ہوئی۔ ایوان کی کارروائی۔ بلوچستان پیلک سروس کمیشن کی سالانہ رپورٹ برائے سال 2014ء کا ایوان میں پیش کیا جانا۔ وزیر ملازمتہائے عمومی نظم و نسق، بلوچستان پیلک سروس کمیشن کی سالانہ رپورٹ برائے سال 2014ء بلوچستان پیلک سروس کمیشن ایکٹ 1989ء کے سیکشن 9 کے تحت پیش کریں۔

نواب محمد خان شاہ ہوائی (صوبائی وزیر مکملہ ملازمتہائے امور عمومی نظم و نسق)۔ میں وزیر ملازمتہائے عمومی نظم و نسق، بلوچستان پیلک سروس کمیشن ایکٹ 1989ء کے سیکشن 9 کے تحت بلوچستان پیلک سروس کمیشن کی سالانہ رپورٹ برائے سال 2014ء ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

میدم اسپیکر۔ بلوچستان پیلک سروس کمیشن کی سالانہ رپورٹ برائے سال 2014ء پیش ہوئی۔

اب اسمبلی کا اجلاس سورخہ 12 فروری 2016ء، بروز جمعہ بوقت شام 4 بجے تک کیلئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 6 بجکر 10 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

۰۹/فروری ۲۰۱۶ء

بلوچستان صوبائی اسمبلی

38

۰۹/فروری ۲۰۱۶ء

بلوچستان صوبائی اسمبلی

39

۰۹/فروری ۲۰۱۶ء

بلوچستان صوبائی اسمبلی

۴۰

۰۹/فروری ۲۰۱۶ء

بلوچستان صوبائی اسمبلی

۴۱

۰۹/فروری ۲۰۱۶ء

بلوچستان صوبائی اسمبلی

42

۰۹/فروری ۲۰۱۶ء

بلوچستان صوبائی اسمبلی

43

۰۹/فروری ۲۰۱۶ء

بلوچستان صوبائی اسمبلی

44

۰۹/فروری ۲۰۱۶ء

بلوچستان صوبائی اسمبلی

45

۰۹/فروری ۲۰۱۶ء

بلوچستان صوبائی اسمبلی

46

۰۹/فروری ۲۰۱۶ء

بلوچستان صوبائی اسمبلی

47

۰۹/فروری ۲۰۱۶ء

بلوچستان صوبائی اسمبلی

48

۰۹/فروری ۲۰۱۶ء

بلوچستان صوبائی اسمبلی

49

۰۹/فروری ۲۰۱۶ء

بلوچستان صوبائی اسمبلی

50

۰۹/فروری ۲۰۱۶ء

بلوچستان صوبائی اسمبلی

۵۱

۰۹/فروری ۲۰۱۶ء

بلوچستان صوبائی اسمبلی

52

۰۹/فروری ۲۰۱۶ء

بلوچستان صوبائی اسمبلی

53

۰۹/فروری ۲۰۱۶ء

بلوچستان صوبائی اسمبلی

54

۰۹/فروری ۲۰۱۶ء

بلوچستان صوبائی اسمبلی

55

۰۹/فروری ۲۰۱۶ء

بلوچستان صوبائی اسمبلی

56

۰۹/فروری ۲۰۱۶ء

بلوچستان صوبائی اسمبلی

۵۷

۰۹/فروری ۲۰۱۶ء

بلوچستان صوبائی اسمبلی

58

۰۹/فروری ۲۰۱۶ء

بلوچستان صوبائی اسمبلی

۵۹